إن الدين عند الله الإسلام

17/18

ترجمانِ اسلام

ہفت روزہ

لاہور

جاری کردہ بحکم
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی
رحمۃ اللہ علیہ

زیرِ نگرانی: قائد جمعیۃ مفکرِ اسلام مولانا مفتی محمود

درماں سے بے نیاز ہے بیمارِ مصطفیٰ

پوری ہو کاش خواہشِ دیدارِ مصطفیٰ ؐ — جی بھر کے دیکھوں معجزۂ رخسارِ مصطفیٰ ؐ
کافور کفر و شرک کی تاریکیاں ہوئیں — پھیلے جہاں میں جب سے انوارِ مصطفیٰ ؐ
جس میں نہیں ہے اسود و احمر کا امتیاز — وہ مرجعِ انام ہے دربارِ مصطفیٰ ؐ
ارشادِ مصطفیٰ ؐ ہے اکسیرِ سرمایۂ حیات — پیغامِ کردگار ہے گفتارِ مصطفیٰ ؐ
دینِ ہُدیٰ کو جس نے کیا نذرِ خواہشات — کس منہ سے ہے وہ بندۂ سرکارِ مصطفیٰ ؐ
ناموسِ مصطفیٰ ؐ کی قسم! اس زمین پر — کوئی پنپ سکے گا نہ غدّارِ مصطفیٰ ؐ
چلتا ہے ہر چمن میں بہار و خزاں کا دور — لیکن سدا بہار ہے گلزارِ مصطفیٰ ؐ

مجھ کو کسی مسیح کی حاجت نہیں ظہور!
درماں سے بے نیاز ہے بیمارِ مصطفیٰ ؐ

حافظ محمد ظہور الحق
اسلام آباد

موت کے بعد عدل

سلطان نورالدین زنگی کی وفات کے بعد سلطان صلاح الدین ایوبیؒ کے کسی فوجی نے ایک شخص پر کچھ زیادتی کی مظلوم نے صلاح الدینؒ سے فریاد کی مگر کوئی شنوائی نہ ہوئی وہ مایوس ہو کر روتا پیٹتا نورالدین کے مزار پر پہنچا اور کہا کہ نورالدینؒ! آج تمہارا عدل و انصاف کہاں ہے، جس ظلم کا ہم لوگ شکار ہیں۔ اگر تم اس کو دیکھ سکتے تو تمہیں ہماری حالت پر رحم آجاتا۔ صلاح الدینؒ کے امرا کی زیادتیوں کی شکایت عام طور سے تھی۔ اس لیے آدمیوں کا ایک انبوہ اس شخص کے ساتھ اتفاق سے صلاح الدینؒ اس وقت دمشق میں موجود تھا۔ اسے خبر ہوئی تو فوراً اس شخص کو بلا کر اس کی شکایت رفع کی اور روپیہ دے کر اس کی دل جوئی کی۔ اس پر وہ اور زیادہ رویا۔ صلاح الدینؒ نے پوچھا اب کیوں روتے ہو؟ اس نے کہا اس بادشاہ کو روتا ہوں۔ جس کی موت کے بعد بھی اس کی عدالت قائم اور اس کے عدل کا فیض جاری ہے۔ صلاح الدین نے کہا سچ کہتے ہو ہم میں جو کچھ بھی عدل و انصاف ہے وہ صرف اسی کے فیض کا نتیجہ ہے

(ابن اثیر)

ایڈیٹر: زاہد الراشدی

یکے از مطبوعات
کل پاکستان جمعیۃ علماء اسلام
چوک رنگ محل لاہور

فی شمارہ
۵۰ پیسے

عہد رسالت اور عہد صحابہ میں

کتابت حدیث

از مولانا بشیر احمد تحصیل مفتی باغ آزاد کشمیر

مذہب اسلام کی بنیاد جس طرح قرآن پر ہے اسی طرح حدیث پر بھی ہے بلکہ حدیث کے بغیر قرآن کو سمجھنا اور اس کے تقاضوں کو پورا کرنا ہی ناممکن ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مذہب اسلام کی رو سے اس وقت تک کوئی آدمی مسلمان نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ حدیث کو اسی طرح حجت اور قابل سند زمانے جس طرح کہ وہ قرآن کو مانتا ہے۔ لیکن بدقسمتی سے اس دور میں ایک ایسا گروہ بھی پیدا ہو گیا ہے جو ذخیرہ احادیث کو قابل حجت تسلیم نہیں کرتا۔ اس کا کہنا یہ ہے کہ احادیث تقریباً ایک صدی بعد لکھی گئی ہیں عہد رسالت میں یہ سرمایہ تحریری شکل میں موجود نہ تھا لہٰذا یہ ہمارے لئے قابل اعتماد نہیں ہو سکتیں۔

اول تو ان کا یہ اعتراض سرے سے لغو ہے اس لئے کہ حفاظت کا ذریعہ صاف کتابت ہی نہیں ہے۔ بلکہ ایک بہترین حافظہ بھی ہے۔ اور عربوں کا حافظہ خصوصاً اس زمانے میں اپنی مثال آپ تھا۔ ہم اس جگہ آگے جانے سے قبل ایک دو واقعات بطور مثال نقل کرتے ہیں جن سے ان کے حافظے کی ایک جھلک دیکھی جا سکتی ہے۔

مروان بن الحکم جو دمشق کی مروانی حکومت کا سب سے پہلا حکمران تھا۔ اسی کے سیکرٹری ابوالزعزعہ کا بیان ہے کہ ایک دن مروان نے حضرت ابوہریرہؓ کو طلب کیا۔ حضرت ابوہریرہؓ تشریف لائے، مروان نے ان کے آنے سے پہلے ہی اپنے سیکرٹری ابوالزعزعہ کو حکم دے رکھا تھا کہ پردہ کے پیچھے دوات، قلم اور کاغذ لیکر بیٹھ جائے میں ابوہریرہؓ سے حدیثیں پوچھوں گا جو حدیثیں وہ بیان کریں ان کو تم لکھتے چلے جانا یہی کیا گیا۔ مروان چھیڑ چھیڑ کر حضرت ابوہریرہؓ سے حدیثیں پوچھنے لگا۔ ابوہریرہؓ بیان کرتے جاتے تھے اور پس پردہ ابوالزعزعہ لکھتا چلا جاتا تھا۔ ان حدیثوں کی تعداد کیا تھی؟

خود ابوالزعزعہ کا بیان ہے فجعل یسئل وانا اکتب حدیثا کثیرا پس مروان ابوہریرہؓ سے پوچھنے لگا اور میں نے بہت سی حدیثیں لکھ لیں۔ حضرت ابوہریرہؓ کو قطعاً معلوم نہ تھا کہ میری حدیثیں قلمبند ہو رہی ہیں۔ مروان نے یہ مجموعہ احادیث محفوظ رکھ لیا۔ اور ایک سال کے بعد دوبارہ حضرت ابوہریرہؓ کو طلب کیا اور اپنے اسی سیکرٹری ابوالزعزعہ کو حکم دیا کہ یہ لکھا ہوا مجموعہ لیکر پردہ کے پیچھے بیٹھ جائے۔ مروان ان ہی حدیثوں کو پھر پوچھنے لگا اس خیال سے کہ دیکھتے ہیں کہ اب کی دفعہ وہ کیا بیان کرتے ہیں۔ اور سیکرٹری کو ہدایت کر دی کہ جب یہ حدیثیں بیان کریں گے تو مکتوبہ مجموعہ سے ملاتے جانا۔ حکومت کی جانب سے ابوہریرہؓ کا گویا یہ امتحان تھا۔ اس امتحان کا کیا نتیجہ نکلا:۔

ابوالزعزعہ کی زبان سے ہی سنیئے۔

"پس مروان نے نوشتہ حدیثوں کے مجموعہ کو سال بھر تک رکھ چھوڑا سال بھر کے بعد مجھے پس پردہ بٹھا کر حضرت ابوہریرہؓ سے پوچھنے لگا۔ اور میں کتاب دیکھتا جاتا تھا۔ پس ابوہریرہؓ نے نہ کسی نقطہ کا اضافہ کیا اور نہ کم کیا۔" (کتاب الکنیٰ بخاری صہ ۳۳ بحوالہ تدوین حدیث صہ ۲۷)

اسی طرح ہشام نے بھی اپنے عہد حکومت میں ابن شہاب زہری کا امتحان لینا چاہا۔ چنانچہ ہشام نے زہری سے کہا کہ شہزادے کے لئے کچھ حدیثیں لکھوا دیجیے۔ زہری راضی ہو گئے اور کاتب کو بلایا گیا۔ زہری نے ۴۰۰ سو حدیثیں شہزادے کے لئے لکھوا دیں۔ تقریباً ایک ماہ کے بعد زہری جب ہشام کے پاس دوبارہ آئے تو ہشام نے افسوس سے کہا کہ وہ کتاب جسے آپ نے شہزادے کو لکھوا کر دی تھی۔ گم ہو گئی ہے۔ زہری نے کہا کوئی حرج نہیں کاتب کو بلوائیے پھر لکھوا دیتا ہوں۔ یہی ہشام کی غرض تھی۔ کاتب بلایا گیا۔ وہیں بیٹھے بیٹھے زہری نے پھر ان ۴۰۰ سو حدیثوں کو لکھوا دیا۔ پہلا مسودہ درحقیقت غائب نہیں ہوا تھا۔ جب زہری دربار سے گئے۔ تو ہشام نے پہلی کتاب سے دوسری دفعہ لکھوائے ہوئے نوشتہ سے مقابلہ کیا تو معلوم ہوا کہ ایک حرف بھی زہری نے نہ چھوڑا تھا۔ "تدوین حدیث صہ ۵"

عربوں کے حافظے کی دو مثالیں بطور نمونہ پیش ہیں۔ ورنہ اس طرح کے بے شمار شواہد سے تاریخ بھری پڑی ہے۔ اگر آج ایک نابالغ بچہ تیس سپارے قرآن پاک کے یاد رکھ سکتا ہے تو ان لوگوں کے نزدیک ذخیرہ احادیث کی یادداشت کوئی مشکل کام کیونکر ہو سکتا ہے؟ خصوصاً جب کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر ادا کو اور ہر قول و فعل کو اپنی جان سے زیادہ قیمتی شے تصور کرتے تھے۔ بایں ہمہ ذخیرہ احادیث کو صرف اپنی یادداشت کی حد تک ہی محدود نہیں رکھا بلکہ اس کو تحریر اور کتابت کی کڑیاں پہنا کر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے محفوظ بھی کر لیا۔ اور وہ محفوظ کیسے نہ کرتے۔ جب کہ ان کو ایک طرف حدیث کی معمولی غلطی کی وجہ سے دوزخ کی وعید سنائی گئی تھی اور دوسری طرف "قیدوا العلم بالکتاب" (ترمذی) (علم کو لکھ کر قید کرو) سے تحریر کا حکم بھی دیا گیا تھا۔ اس وقت مندرجہ ذیل چند دلائل و شواہد کا ذکر کرتے ہیں۔ جن سے بخوبی علم ہو جائے گا۔ کہ کتابت حدیث کا اہتمام عہد رسالت اور عہد صحابہ میں کیا گیا تھا۔ اور یہ کہنا کہ چونکہ دو اڑھائی سو سال بعد ذخیرہ احادیث کتابی شکل میں پیش کیا گیا ہے۔ صحیح نہیں ہے۔

۱۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ عبداللہ ابن عمرو بن رضی اللہ عنہما کے سوا مجھ سے زیادہ کسی کو حدیث یاد نہیں۔ مجھ سے زیادہ ان کے پاس حدیثوں کا سرمایہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ وہ حدیثیں لکھ لیا کرتے تھے۔ اور میں لکھتا نہیں تھا۔

(صحیح بخاری صہ ۲۲ جلد ۱)

۲۔ بعض لوگوں نے عبداللہ بن عمرو سے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کبھی غصہ کی حالت میں ہوتے ہیں۔ اور کبھی خوش رہتے ہیں اور تم سب کچھ لکھ دیتے ہو۔ عبداللہ ابن عمرو نے اس بنا پر لکھنا چھوڑ دیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ واقعہ بیان کیا آپ نے دہن مبارک کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ "تم لکھ لیا کرو" اس سے جو کچھ نکلتا ہے حق نکلتا ہے (ابوداؤد جلد نمبر ۲) عبداللہ ابن عمرو نے اس مجموعہ کا نام صادقہ رکھا تھا۔ اور کہا کرتے تھے کہ مجھے اپنی زندگی کی آرزو صرف دو چیزوں نے پیدا کر دی ہے۔ جن میں ایک یہ صادقہ ہے۔ اور صادقہ وہ صحیفہ ہے۔ جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سن کر لکھا ہے۔ مجاہد کہتے ہیں کہ ہم نے عبداللہ بن عمرو صحابی کے پاس ایک کتابت رکھی دیکھی۔ دریافت کیا کہ یہ کیا ہے؟ فرمایا یہ صادقہ جس کو میں نے خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ جس میں میرے اور آپ کے درمیان کوئی دوسرا نہیں۔ (ابن سعد بحوالہ خطبات مدراس)

باقی آئندہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سرپرست
حضرت مولانا عبید اللہ انور

ہفت روزہ ترجمانِ اسلام لاہور

مدیر
زاہد الراشدی

جلد ۱۷ | جمعہ ۱۷ مئی ۱۹۷۴ء مطابق ۲۴ ربیع الثانی ۱۳۹۴ھ قیمت ۵۰ پیسے | شمارہ ۱۸

”ضمنی انتخاب میں سرکاری مداخلت“

قائد جمعیۃ علماء اسلام حضرت مولانا مفتی محمود نے کوئٹہ میں پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے خبردار کیا ہے کہ فورٹ سنڈیمن کے ضمنی الیکشن میں سرکاری مداخلت ترک نہ کی گئی تو یہ انتخابات منعقد نہیں ہو سکیں گے۔ ادھر جمعیۃ علماء اسلام بلوچستان کے جنرل سیکرٹری حاجی محمد زمان خان اچکزئی نے بھی انتباہ کیا ہے کہ انتخاب میں دھاندلیوں کا پوری قوت سے مقابلہ کیا جائے گا اور دھاندلیوں کے ذریعہ سرکاری امیدوار کو کامیاب بنانے کی کوشش کامیاب نہیں ہونے دی جائے گی۔

فورٹ سنڈیمن سے بلوچستان اسمبلی کی یہ سیٹ حضرت مولانا سید شمس الدینؒ کی شہادت سے خالی ہوئی ہے اور مولانا شہیدؒ کے والد محترم حضرت مولانا سید محمد زاہد صاحب مدظلہ اس سیٹ پر جمعیۃ علماء اسلام کی طرف سے انتخاب لڑ رہے ہیں۔

ابتداءً الیکشن کی تاریخ ۵ مئی مقرر ہوئی تھی، لیکن بعد میں الیکشن کمیشن نے اچانک تاریخ تبدیل کر کے ۱۹ مئی مقرر کرنے کا اعلان کر دیا ہے۔

موجودہ حکومت کے دور میں قومی اور صوبائی اسمبلیوں کے جس قدر ضمنی انتخابات ہوئے ہیں ان کے پیش نظر شروع سے ہی یہ توقع عبث دکھائی دیتی تھی کہ حکومت اس ضمنی انتخاب میں انصاف اور آئین کے تقاضوں کا پاس کرے گی۔ لائلپور، نارووال، کھاریاں، کوہاٹ، جیکب آباد، شیخوپورہ، لاہور، کوئٹہ اور دیگر مقامات کے ضمنی انتخابات میں جو کچھ ہوا ہے وہ سب کے سامنے ہے۔ حتیٰ کہ ان انتخابات میں ہونے والی کھلم کھلا دھاندلیوں کو دیکھتے ہوئے وزیر اعظم بھٹو کے دوست اور ان کے سابق سابق (ایجنٹ) گورنر بلوچستان محمد اکبر خاں بگٹی تک نے یہ کہہ دیا تھا کہ یہ الیکشن نہیں سلیکشن (نامزدگی) ہے۔ اور اب تو حکومت نے الیکشن میں التواء کا اعلان کرکے خود ہی عوام کے ذہنوں میں جنم لینے والے شکوک و شبہات کو تقویت دے دی ہے خصوصاً حاجی محمد زمان خان اچکزئی کا حکومت پر یہ الزام نظر انداز نہیں کیا جا سکتا کہ الیکشن کے التواء کے بعد سے ضلع ژوب کی انتظامیہ میں وسیع پیمانے پر رد و بدل کیا جا رہا ہے۔ اور سرکاری ملازمین پی پی کے امیدوار کے حق میں کھلم کھلا کام کر رہے ہیں۔

در اصل موجودہ حکومت کی پالیسی ہی یہ ہے کہ اسمبلیوں کے اندر اور باہر اپوزیشن کی آواز کو جس طریقہ سے بھی ممکن ہو دبا دیا جائے تاکہ ”جلالۃ الملک“ انا ولا غیری کا کوس بجاتے ہوئے پاکستان میں جو چاہیں کر سکیں۔ قومی و صوبائی اسمبلیوں میں اسی مقصد کے لئے عوام کے منتخب نمایندوں کے ضمیروں کا وسیع پیمانے پر بیوپار ہوا اور جس مرد حق آگاہ نے اس بیوپار میں شریک ہونے سے انکار کر دیا اس کی سیٹ ”دوسرے ذرائع“ سے خالی کرا کے دھاندلی اور جبر کے راستے سے اپنا امیدوار کامیاب کرا لیا گیا۔ فورٹ سنڈیمن کا قصہ بھی کچھ اس سے مختلف نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ صوبائی اور وفاقی حکومت کے پورے وسائل اس ایک سیٹ کے حصول کے لئے وقف کر دیئے گئے ہیں۔ وفاقی و صوبائی وزراء کی ”فوج ظفر موج“ فورٹ سنڈیمن جیسے دور دراز علاقے کو ”قدوم میمنت لزوم“ سے نواز رہی ہے عوام سے جھوٹے سچے وعدے ہو رہے ہیں۔ مسائل حل کرنے کا مژدہ سنایا جا رہا ہے۔ سبز باغ دکھائے جا رہے ہیں۔ انتظامیہ جو الیکشن کے غیر جانبدارانہ انعقاد کی ذمہ دار ہوتی ہے خود ایک فریق کی حیثیت سے مصروفِ عمل ہے اور حکومت یہ طے کر چکی ہے کہ اس نے یہ سیٹ بہر صورت و بہر قیمت حاصل کرنی ہے۔ خواہ اس کے لئے کچھ بھی کرنا پڑے۔

ان حالات میں قائد جمعیۃ حضرت مولانا مفتی محمود کا یہ انتباہ بروقت

(باقی صفحہ ۱۴ پر)

حضرت الامیر کا دورہ ضلع ہزارہ

جمعیۃ علماء اسلام ضلع ہزارہ کے ایک اعلامیہ کے مطابق حضرت الامیر مولانا محمد عبداللہ درخواستی دامت برکاتہم ضلع ہزارہ کے مندرجہ ذیل مقامات پر عمومی اجتماعات سے خطاب فرمائیں گے اور ۱۔ مخدوم العلماء حضرت مولانا خان محمد صاحب دامت برکاتہم سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ کندیاں ۲۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سرفراز خاں صفدر مدظلہ امیر جمعیۃ ضلع گوجرانوالہ اور ۳۔ خطیب اسلام حضرت مولانا محمد اجمل خاں صاحب خطیب قلعہ گوجر سنگھ لاہور اس دورہ میں حضرت الامیر مدظلہ کے ہمراہ ہوں گے۔

۱۹ مئی بروز اتوار ۲ بجے دن چمن پارک ہری پور، ۲۰ مئی بروز پیر ۲ بجے دن جناح پارک ایبٹ آباد۔ ۲۱ مئی بروز منگل ۲ بجے دن شنکیاری۔ ۲۲ مئی بروز بدھ ۱۱ بجے دن بالاکوٹ۔ ۲۳ مئی بروز جمعرات ۱۰ بجے چھتر پلین۔ ۲۴ مئی بروز جمعہ ۱۰ بجے دن نصر پارک مانسہرہ۔ ۲۵ مئی بروز ہفتہ ۱۰ بجے دن بٹگرام۔

تعلیمی پریس میں چھپا اور مولانا عبید اللہ انور نے شیرانوالہ لاہور سے شائع کیا

ارشادات قائد جمعیۃ مولانا مفتی محمود

اسلام میں مزدور کا مقام

رپورٹ: شیخ محمد یعقوب

مزدوروں کے عالمی دن یوم مئی پر جمعیۃ علماء اسلام ملتان شہر نے مزدوروں کے جلوس میں شرکت کی اور ایوانِ ادب میں ایک خصوصی اجتماع منعقد ہوا۔ اس کی صدارت نسیم سلک ملز کے ایک مزدور جناب صوفی محمد الیاس نے کی اور اسٹیج سیکرٹری کے فرائض نور عالم قریشی ایڈووکیٹ نے سرانجام دیئے۔

نیشنل عوامی پارٹی کے جنرل سیکرٹری جناب سید محمد قسور گردیزی نے عالمی مزدور تحریک پر مفصل تقریر کی اور شکاگو کے شہداء کو خراجِ عقیدت پیش کیا انہوں نے کہا کہ موجودہ صورت حال کا حل صرف یہ ہے کہ حالات کو بدل دیا جائے اور انقلاب کے لئے زوردار تحریک شروع کی جائے۔

قائد جمعیۃ حضرت مولانا مفتی محمود صاحب نے اپنے خاص انداز میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ جمعیۃ علماء اسلام نے شکاگو کے شہداء اور مزدوروں کے عالمی یوم میں اس لئے شرکت کی ہے اور جلوس و اجتماع کا انتظام کیا ہے تاکہ مزدوروں کو اسلامی نظریات سے آگاہ کیا جاسکے اور مزدوروں کے ساتھ ان کے اپنے پروگرام میں حصہ لے کر علماء کی ذمہ داریوں اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک سنت پر عمل کیا جاسکے۔

انہوں نے فرمایا کہ پاکستان میں مزدوروں کو دھوکا دینے کے لئے پرفریب نعرے لگائے جاتے ہیں۔ ریڈیو، ٹیلیویژن اور مقبوضہ پریس کے ذریعہ پورا زور لگا کر یہ تأثر دیا جاتا ہے کہ حکومت مزدوروں کی حامی ہے۔ یوم مئی کو سرکاری طور پر منائے جانے کا مقصد بھی صرف یہ ہے کہ مزدوروں کو فریب دیا جائے۔

مزدوروں کا قتل عام

جہاں تک غریبوں، مزدوروں اور کسانوں کے مسائل کا تعلق ہے۔ یہ خلوص اور محبت اور دردمندی کا تعلق ہے۔ جو بہت کم لوگوں کو ہے۔ صرف مزدور کے نام کا نعرہ لگایا جا رہا ہے۔ تعریفیں ہو رہی ہیں۔ اجتماعات ہو رہے ہیں۔ جلوس نکالے جاتے ہیں۔ بیان دیئے جاتے ہیں۔ مگر جہاں تک حقیقت کا تعلق ہے۔ موجودہ حکومت نے مزدوروں کے مسائل کو الجھایا ہے اور ان کی شدت میں اضافہ کیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ پاکستان کے چوبیس سالوں میں اتنے مزدور اپنی موت نہیں مرے جتنے کہ اس حکومت کی گولیوں سے مارے گئے۔ اس کے باوجود حکومت آگے آکر مزدوروں کی خیرخواہی کا دم بھرتی ہے۔

میں آپ حضرات پر واضح کرتا ہوں کہ آپ کے مسائل اس وقت حل ہوں گے۔ جب آپ اسلامی نظریات سے رہنمائی حاصل کریں گے۔ جب آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق ان کی غریب دوستی اور مزدور نوازی کو مشعل راہ بنائیں گے تو آپ کے مسائل حل ہوں گے۔

اسلام میں مزدوروں کا مقام

میں آج آپ کو یہی بتانا چاہتا ہوں کہ پیغمبر اسلام نے مزدوروں کے بارہ میں کیا تعلیم دی ہے اور کیا سلوک کیا ہے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ مزدور کو اپنا حق دے دو، اس سے قبل کہ اس کا پسینہ خشک ہو جائے۔ حضورؐ نے خود بھی مزدوری کی۔ اس طرح انہوں نے مزدوروں کو عظیم شرف بخشا۔ تاکہ مزدور احساسِ کہتری کا شکار نہ ہو۔ حضورؐ نے مزدور کو شرف حوصلہ اور احساس برتری عطا فرمایا۔

آپ نے یہ بھی فرمایا کہ کوئی پیغمبر ایسا نہیں آیا، جس نے بکریاں نہ چرائی ہوں یا مزدوری نہ کی ہو۔ حضور خود بھی اجرت (مزدوری) پر بکریاں چرایا کرتے تھے یہ شرف مزدور کو کسی اور جگہ سے حاصل نہیں ہوسکتا۔

ایک تاریخی واقعہ

ایک مشہور تاریخی واقعہ ہے کہ ایک شخص نے چند مزدوروں سے کام کرایا۔ ایک مزدور سے اس کی شرح مزدوری پر تنازعہ ہوگیا اور مزدور ناراض ہوکر چلا گیا اس شخص نے بعد میں محسوس کیا کہ اس سے غلطی ہوئی اور اس نے ایک مزدور کا حق روک دیا۔ اس نے مزدور کی تلاش شروع کی۔ بہت تلاش کے بعد بھی مزدور ملا نہیں۔ بہت پریشان ہوا۔ آخر اس نے مزدور کے استحقاق کی رقم کو تجارت پر لگا دیا۔ یہ رقم بڑھتے بڑھتے ایک بڑے گلہ کی صورت اختیار کر گئی اور بکریوں، اونٹوں کا بہت ریوڑ جمع ہوگیا۔

اتفاق کی بات کہ چالیس پچاس سال کے بعد مزدور بھی اس طرف آنکلا اور غربت سے تنگ آکر اس نے اپنی اجرت طلب کی۔ وہ شخص بہت خوش ہوا۔ اس نے اللہ کا شکر ادا کیا کہ حقدار آگیا۔ مزدور کو ساتھ لے جاکر وہ تمام جانور اور مال دکھایا اور کہا کہ تیرے حق کے عوض یہ تمام مال تمہارا ہے۔ وہ حیران ہوا کہ اس وقت تو میرا جائز حق دینے سے گریز کیا اور اب اس قدر مال کس طرح دے سکتا ہے۔ اس نے تفصیلات بیان کیں اور قسم کھائی اور تمام مال اس کے سپرد کر دیا۔

یہ واقعہ حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو تعلیم دینے کے لئے ذکر کیا۔ اس سے مزدور کا استحقاق ثابت کیا اور اس واقعہ سے روشنی حاصل کرنے کی تعلیم فرمائی۔ غرضیکہ اسلام دل کی دنیا بدل دیتا ہے۔ جب انسانی اخلاق بلند ہو، اکرام مسلم کا لحاظ ہو، حقوق کا خیال ہو تو یہ مسائل حل ہوسکتے ہیں۔ نبی پاکؐ نے فرمایا کہ وہ شخص مومن نہیں ہوسکتا جو پیٹ بھر کر کھائے اور اس کا ہمسایہ بھوکا سوئے۔ اسلام نے اصول متعین کئے۔ ہمسائے کا حق ہے، غریب کا حق ہے، ضرورت مند کا حق ہے، مسافر کا حق ہے۔ مریض اور دکھی انسانیت کا حق ہے۔

حکومت کا فرض ہے کہ وہ ملک بھر کے باشندوں کا خیال کرے۔ خلیفہ راشد حضرت عمر بن خطابؓ کا مشہور قول ہے کہ اگر فرات کے کنارے پر ایک کتا بھوک سے مرجاتا ہے تو عمرؓ کو جواب دینا ہوگا۔

میرے محترم دوستو! عمر بن عبدالعزیزؒ جب خلیفہ بنائے گئے۔ یہ بنو امیہ کے خاندان سے تھے۔ مگر انہوں نے بنو امیہ کے طور طریقے بدل دیئے۔ انہوں نے اپنی بیوی سے کہا۔ مجھے شبہ ہے کہ تمہارے زیورات اور سامان جائز کمائی سے نہیں بنایا گیا۔ غریبوں کا حق اور ضرورت مندوں کے حقوق کو نظر انداز کرکے تمہارے باپ نے یہ دولت جمع کی تھی۔ اس لئے یہ تمام مال و اسباب ناجائز دولت متصور ہوگی اور تمام زیورات اور مال و اسباب کو قومی ملکیت قرار دے کر بیت المال میں جمع کرا دیا گیا۔ اس واقعہ سے ثابت ہوگیا کہ حرام اور مشتبہ مال کو قومی ملکیت قرار دینے کا اصول درست ہے۔

سوشلزم کا نعرہ

آج کچھ لوگ سوشلزم کا نعرہ لگاتے ہیں۔ یہ جھوٹے لوگ ہیں۔ ان کا نعرہ اپنے مفاد کا سوشلزم ہے۔ ان کے سیاسی مفاد کا سوشلزم ہے آپ نے دیکھا نہیں کہ صرف وہ کارخانے قومی ملکیت میں وہ زمینیں زرعی اصلاحات میں آئیں جو سیاسی مخالفوں کے پاس تھیں۔ اپنی جائیداد کو محفوظ بنایا اور حفاظت میں رکھا جا رہا ہے پاکستان میں عجیب بات ہے۔ یہاں پر اسلام کا نام لیا گیا۔ یہ لوگ بھی مخلص نہیں تھے۔ اور سوشلزم کا نام لیا گیا تو مزدوروں پر گولیاں برسائی گئیں اور جمہوریت کے نام پر بدترین قسم کی آمریت مسلط کر دی گئی۔ یہ کہتے کچھ اور کرتے کچھ ہیں۔ ان کا عمل اور کچھ ہی ہوتا ہے

مفتی صاحب نے انتباہ کیا کہ مزدور، کسان اور غریب کو حقیر نظروں سے نہ دیکھو۔ ان کا سارے ملک پر احسان ہے۔ اگر مزدور کی محنت نہ ہوتی تو ملک میں پیداوار نہ ہوتی۔ ملک میں آمدن نہ ہوتی، ملک میں رونق نہ ہوتی

(باقی صـ ۱۲ پر)

گورنمنٹ ہاسٹل اسلام آباد سے

(نمائندہ خصوصی)

بلوچستان جل رہا ہے

{سینیٹر محمد زمان اچکزئی}

انہوں نے پارٹی کے منشور اور اکابرین کے فیصلوں کا احترام کیا

(سینیٹر محمد ہاشم اغلزئی)

سالہا سال سے انگریزوں کے خودکاشتہ پودے نام نہاد "مسیح موعود" خود ساختہ کذاب نبی "مرزا غلام احمد قادیانی کے "صحابی" اور "تابعی" برصغیر پاک و ہند میں اپنی علیحدہ "اسلامی حکومت" کے خواب دیکھ رہے تھے۔ برصغیر کی انقلابی تو تولیا: کانگرس، احرار اور جمعیۃ علماء ہند وغیرہ کے مجاہد لیڈروں اور جانباز کارکنوں نے "مار مار" کر برٹش سامراج کو ملک سے چلتا کیا۔ پاکستان قائم ہوا، مگر انگریزوں کی روحانی اولاد یہیں رہ گئی۔ اس نے اسے اپنے ساتھ لے جانے کی زحمت گوارا نہ کی۔ پہلی جنگ عظیم میں "اتحادیوں" کی افواج کے ساتھ مل کر سلطنت عثمانیہ کو پیاالیس حصے کرنے میں مدد دینے والے برصغیر کے "جیالے" جلیانوالہ (امرتسر) میں انگریزوں کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے اپنے ہی بھائیوں پر گولیاں چلانے والے برصغیر کے "ٹوڈی بچے" اور سفید سامراج کی جوتیوں میں بیٹھنا اپنے لئے سعادت سمجھنے والے وطن فروش اور ملت فروش پاکستان میں "آزادی کے ہیرو" بن کر سامنے آنے لگے۔

قادیانیت ... زور پکڑتی جا رہی تھی۔ بانی پاکستان محمد علی جناح کے جنازے میں شرکت کرنے سے انکار کرنے والے اس وقت کے مرزائی وزیر خارجہ سر ظفر اللہ کو بدستور سینے سے لگائے رکھا گیا اور قادیانی بدستور کلیدی آسامیوں پر فائز ہوتے گئے۔ حکمران طبقہ ان کی سرپرستی کرتا رہا۔ ایک وقت ایسا بھی آیا کہ وہ تیل، سوئی گیس، تانبے اور دوسری معدنیات سے مالامال "بلوچستان" پر اپنی للچائی نظریں جمائے بیٹھے تھے۔

پھر ایک دن یہ سنا گیا کہ مرزائیوں نے قرآن پاک میں تحریف کر کے ہزاروں نسخے بلوچستان میں تقسیم کرنے شروع کر دیئے ہیں۔ مگر غیرت اسلامی کے پیکر، سرزمین بلوچستان کے غیرت مند نوجوان، جمعیۃ علماء اسلام بلوچستان کے ۲۸ سالہ امیر اور جمعیۃ طلباء اسلام کے سابق صدر مولانا سید شمس الدینؒ ہزاروں غیور بلوچیوں اور پٹھانوں کے جلو میں بلوچستان کی سڑکوں پر احتجاجاً نکل آئے۔ حکومت کی مشینری حرکت میں آگئی۔ بیسیوں نوجوانوں کو مولانا موصوف سمیت گرفتار کر لیا گیا۔ سرزمین بلوچستان ختم نبوت کے منکروں پر تنگ کر دی گئی۔ ختم نبوت کے شیدائیوں کا قائد شمس الدینؒ مرزائیوں کی آنکھوں میں کانٹا بن کر کھٹکنے لگا۔

بلوچستان میں نیپ جمعیۃ مخلوط حکومت کو ختم کرنے کے بعد اکبر بگٹی نامی سردار کو گورنر نامزد کیا گیا اس کے بعد اس نے نیشنل عوامی پارٹی اور جمعیۃ علماء اسلام کے ممبران صوبائی اسمبلی کو توڑنے کے لئے ہر حربہ استعمال کیا۔ جمعیۃ کے دو عدد "سادہ لوح مولوی" بگٹی حکومت میں شامل ہو گئے۔ مگر بلوچستان کا نوجوان قائد، بلوچستان اسمبلی کا ڈپٹی سپیکر شمس الدین ہزاروں لالچوں اور دھمکیوں کے باوجود "متزلزل" نہ ہو سکا۔ وہ بگٹی حکومت کے بعد جام حکومت کی نظروں میں بھی "مشکوک" ہو گیا۔

اور پھر ۱۲ مارچ ۱۹۷۴ء کو اسلام، جمہوریت اور ختم نبوت کا عظیم شیدائی ظالموں کے ہاتھوں شہید ہو گیا۔ انہی کے متعلق بلوچستان جمعیۃ علماء اسلام کے جنرل سیکرٹری اور بلوچستان سے سینٹ آف پاکستان کے ممبر جناب محمد زمان خان اچکزئی اور نیشنل عوامی پارٹی کے سینیٹر جناب محمد ہاشم خان صاحب اغلزئی کے خیالات جو کہ گورنمنٹ ہاسٹل اسلام آباد میں مولانا شہیدؒ کے متعلق قلمبند کئے گئے نذر قارئین ہیں۔

سینیٹر جناب محمد زمان خان اچکزئی

۱۹۷۰ء کے عام انتخابات میں بلوچستان کے عوام نے یہ ثابت کر دیا کہ ان کا پیپلز پارٹی کے چیئرمین ذوالفقار علی بھٹو اور پاکستان پیپلز پارٹی کے کھوکھلے نعروں روٹی کپڑا اور مکان سے کوئی تعلق نہیں۔ "لوگوں کا یہ "عقیدہ" ہو گیا تھا کہ رازق ذوالفقار علی بھٹو ہیں نہ کہ اللہ تعالیٰ چنانچہ عام انتخابات کے موقع پر بلوچستان میں پیپلز پارٹی کا ایک نمائندہ بھی منتخب نہ ہو سکا۔ بلوچستان میں پیپلز پارٹی کی حکومت بنانے کے لئے ہر قسم کے حربے استعمال کئے گئے۔ اور کافی عرصہ تک لیت و لعل سے کام لیا جاتا رہا، مگر بادل نخواستہ ان کو نیپ اور جمعیۃ کی اکثریت تسلیم کرنا پڑی اور اقتدار سونپنا پڑا۔ نو ماہ کے عرصہ میں مرکز نے نیشنل عوامی پارٹی اور جمعیۃ علماء اسلام کی صوبائی حکومت کو ناکام بنانے کے لئے ہر طریقہ استعمال کیا۔ ان کے راستے میں طرح طرح کی رکاوٹیں پیدا کی گئیں۔ چنانچہ لس بیلہ اور پٹ فیڈر کے معمولی واقعات کی آڑ لیکر بلوچستان میں ۲۱ ممبروں میں سے ۱۴ کی اکثریت کی پارٹی کی حکومت ختم کر دی گئی۔ لس بیلہ کے واقعہ میں صرف چار آدمی دو دو ہر فریق سے قتل ہوئے تھے اور پٹ فیڈر میں صرف ایک شخص ہلاک ہوا۔ اس کے برعکس سندھ میں لسانی فسادات کے دوران اور مزدوروں کی تحریک کے دوران اس قدر قتل عام کیا گیا کہ شاید پاکستان کی تاریخ میں اللہ تعالیٰ نے بھی اس قدر آدمیوں کو اپنے "کن" نہیں بلایا۔

جمعیۃ علماء اسلام اور نیشنل عوامی پارٹی کی حکومت کو ختم کرنے کے بعد پی پی نے انتہائی کوشش کی کہ بلوچستان کی صوبائی اسمبلی میں اکثریت حاصل کر سکیں لالچ دیئے گئے۔ دھمکیاں دی گئیں۔ "عہدے" دیئے گئے اگرچہ مولوی صالح محمد اور سید حسن شاہ نے اپنے اکابرین کے فیصلوں اور پارٹی کی وفاداریوں کا خیال نہ رکھتے ہوئے اقلیتی حکمران پارٹی میں شمولیت اختیار کر لی۔ کچھ آزاد امیدوار بھی شامل ہو گئے۔ مگر پھر بھی ان کی تعداد صرف آٹھ ہی رہی۔ اور اس طرح سے جس آئین کا بھٹو صاحب نے حلف اٹھایا تھا۔ اس کی خلاف ورزی کی اور جمہوریت کی دھجیاں بکھیر کر رکھ دیں۔

مولانا شمس الدین صاحب شہیدؒ کو حکمران پارٹی میں شامل کرنے کے لئے وزارت اعلیٰ کی پیشکش کی گئی اور لکھوکھا روپوں کی رشوت دی گئی۔ مگر وہ اپنے اصول پارٹی کے منشور اور اکابرین کے فیصلوں پر سختی سے کاربند رہے۔ اس کے بعد ان کو اغوا کر کے نامعلوم مقام پر فوج کی نگرانی میں رکھا گیا اور نہ معلوم ان پر کیا مظالم ڈھائے گئے۔ مگر وہ مرد مجاہد متزلزل نہ ہوا۔ جیل سے رہائی کے بعد انہوں نے اسلام، جمہوریت اور اصولوں کے لئے اپنی جدوجہد تیز تر کر دی۔

پاکستان میں گولی کی حکومت اقلیت کو اکثریت میں تبدیل کرنے کے لئے عرصے سے شروع ہو چکی ہے چنانچہ مولوی شمس الدین صاحب شہیدؒ کی شہادت بھی اسی کا نتیجہ ہے۔ ذوالفقار علی بھٹو اور جام صاحب لس بیلہ وزیر اعلیٰ بلوچستان یہ بات ثابت کرنے کی کوشش کر رہے ہیں کہ ان کی شہادت ذاتی نوعیت کی تھی، مگر میں ان کو چیلنج کرتا ہوں کہ ان کی شہادت سیاسی اختلافات کی بنا پر "عمل" میں لائی گئی۔ اور جمعیۃ علماء اسلام اس سلسلے میں ان کے ساتھ عوام کے سامنے مناظرہ کرنے کے لئے بھی تیار ہے۔

ایک سوال کے جواب میں انہوں نے مولانا شہیدؒ سے اپنے مراسم کے متعلق بتاتے ہوئے فرمایا کہ چونکہ مولانا شمس الدین صاحب شہید، جمعیۃ علماء اسلام بلوچستان کے امیر اور میں جنرل سیکرٹری تھا۔ اس لئے میرے ان سے بہت ہی قریبی تعلقات تھے۔ اس کے علاوہ وہ میرے دوست بھی تھے۔ میں بیان کرنے سے قاصر ہوں کہ وہ کتنی خوبیوں کے مالک تھے۔ وہ نہایت ذہین، بردبار، ملنسار اور خوش اخلاق تھے۔ علاوہ ازیں دشمنی کا صلہ حسن سلوک سے دینا ان کا شیوہ تھا۔ ڈپٹی اسپیکر ہونے کے باوجود ان کی زندگی نہایت سادہ تھی۔ انہوں نے ختم نبوت کی تحریک میں نمایاں حصہ لیا اور کسی قسم کی قربانی دینے سے بھی دریغ نہیں کیا۔ بلوچستان کے عوام کے دلوں میں ان کی بہت عزت تھی۔ اور ان کو عوام میں ایک بلند

مقام حاصل تھا۔ ان کی شہادت سے بلوچستان کا کوئی فرد بھی متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکا۔

بلوچستان میں اس وقت بالکل وہی حالات ہیں جو سقوط مشرقی پاکستان سے قبل تھے۔ اور باتوں کے علاوہ میں یہ بات پورے وثوق سے کہتا ہوں کہ فوج نے بلوچستان میں کوئی تعمیری کام نہیں کیا۔ بلکہ ملٹری آپریشن کرکے گاؤں گاؤں بمباری سے مسمار کردیئے۔ فوج نے لوگوں کو گھاس کھانے پر مجبور کردیا ہے۔ اور فوج کی طرف سے پانی بند کرنے کی بنا پر بہت سے لوگ موت کا شکار ہوچکے ہیں۔ اور یہ سب کچھ اقلیت کو اکثریت میں تبدیل کرنے کے لیئے کیا جا رہا ہے۔

اعلان بلوچستان سراسر ایک فریب اور سراب ہے جس میں حکومت نے خود یہ تسلیم کیا ہے کہ فوج پندرہ مئی سے فوجی کاروائیاں بند کرے گی۔ اور جو لوگ پاکستان چھوڑ کر دوسرے ملکوں میں چلے گئے ہیں، وہ واپس آجائیں گے اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ بلوچستان میں ملٹری آپریشن ابھی جاری ہے۔ اور اگر پندرہ مئی کے بعد بھی موجودہ صوبائی حکومت کی مدد کے لیئے فوج کو "تعمیراتی کاموں" کے بہانے وہاں پر رکھا گیا تو یہ موجودہ حکومت کی ناکامی ہے اور جام صاحب لس بیلہ کی حکومت کو جو کہ اقلیت کی حکومت ہے فوراً مستعفی ہوجانا چاہیئے۔

ہر مسئلے کا حل طرفین کے صلاح مشورے سے ہوتا ہے نہ کہ یک طرفہ، جو بھی یک طرفہ حل تجویز کیا جائیگا وہ کبھی کامیاب نہیں ہوگا۔ اس لیئے بہتر یہی ہے کہ غوث بخش بزنجو، خیر بخش مری، عطاء اللہ مینگل، عبدالعزیز کرد اور نمرد حسین وغیرہ کو فوراً رہا کیا جائے۔ موجودہ حکومت بلوچستان کا مسئلہ حل کرنے میں کبھی کامیاب نہیں ہوسکتی۔ کیونکہ وہ اپنی من مانی کاروائیاں کرکے صوبہ بلوچستان پر اپنے فیصلے ٹھونسنا چاہتی ہے۔ میں یہ بات واضح کرنا چاہتا ہوں کہ بلوچستان کے عوام نے بلوچستان کا فیصلہ ۱۹۷۰ء کے عام انتخابات میں کردیا ہے۔ وہاں کے لوگوں کو نیپ اور جمعیۃ کا ساتھ دینے کے جرم میں بھوکا اور پیاسا مارا جا رہا ہے۔ گولیوں کے زور پر حکومت چلائی جا رہی ہے۔ ان حالات میں میں بلوچستان کے مستقبل سے سخت ناامید ہوں۔ میں یہ بات بھی کھلے لفظوں میں کہنا چاہتا ہوں کہ بلوچستان کے لوگ جس سیاسی پارٹی سے تعلق رکھتے ہیں وہ پاکستان کی بقاء اور سالمیت کی خواہشمند ہے اور اپوزیشن کو غدار کہہ کر پاکستان کے لوگوں کے ذہنوں کو خراب کیا جا رہا ہے۔ جس نے پاکستان کو دو ٹکڑوں میں تقسیم کیا۔ وہ تو پاکستان کے وفادار اور ہمدرد ٹھہرتے ہیں اور جو لوگ پاکستان کی بقاء کے لیئے لڑیں وہ غدار۔ ایسی باتوں کے نتائج یقیناً خطرناک ثابت ہوتے ہیں۔ مشاہدے میں آیا ہے کہ حکومت ضمنی انتخابات میں مداخلت کو اپنا حق سمجھ بیٹھی ہے۔ اگر مولانا شمس الدین صاحب مرحوم کے حلقہ میں دھاندلی کرنے کی کوشش کی گئی۔ تو حالات کی خرابی کی تمام تر ذمہ داری حکومت پر ہوگی۔

اے پنجاب اور سندھ کے جیالو! بلوچستان جل رہا ہے۔ اور اکثریتی پارٹی اپنی اکثریت کے گھمنڈ میں اس بات کی پرواہ نہیں کر رہی کہ بلوچستان میں اقلیت کو اکثریت پر حکومت کرنے کا اختیار کیونکر دیا جا سکتا ہے میں آخر میں یہ کہوں گا کہ پاکستان اسلام کے نام پر معرض وجود میں آیا تھا۔ اور یہاں اسلامی آئین ہی نافذ ہوگا مولانا شمس الدین شہیدؒ نے اسلامی آئین کے نفاذ کی خاطر اپنی جان بلوچستان کے سنگلاخ پہاڑوں میں نعرۂ حق بلند کرتے ہوئے جانِ آفریں کے حوالے کی تھی۔ اور ہم بھی اسلامی آئین کے نفاذ کی خاطر مولانا شہیدؒ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اپنے خون کا آخری قطرہ تک بہا دینگے۔

سینیٹر جناب محمد ہاشم خان غلزئی

یہ ایک سیاسی قتل ہے۔ مولانا شہید نڈر اور مخلص نوجوان سیاستدان تھے۔ جمعیۃ علماء اسلام اور اس کے منشور کے ساتھ انہیں والہانہ عقیدت تھی۔ جب گذشتہ سال ۱۵ فروری میں نیشنل عوامی پارٹی اور جمعیۃ علماء اسلام کی مخلوط حکومت بلوچستان میں معطل کردی گئی تو اس کے بعد جام صاحب لس بیلہ کی حکومت مرکزی حکومت کی شہ پر ہمیشہ کوشش کرتی رہی کہ بلوچستان کی مخلوط حکومت کی اکثریت کو جائز یا ناجائز طریقے سے تبدیل کردیا جائے چنانچہ اس دوران بلوچستان سے قومی اسمبلی کے تین راہنما جناب غوث بخش بزنجو، جناب خیر بخش مری اور جناب عبدالحی کے خلاف نام نہاد اور بے بنیاد الزامات عائد کرکے انہیں گرفتار کرلیا گیا۔ اس کے بعد نیشنل عوامی پارٹی کے دو سینیٹرز جناب عزیز کرد اور جناب نمرد حسین کو بھی بے بنیاد الزامات کی بنا پر گرفتار کرلیا گیا صوبائی اسمبلی کے تین ارکان سابق صوبائی وزیر میر گل خان نصیر سابق صوبائی وزیر سردار عبدالرحمٰن اور میر عبدالصمد کے خلاف بھی اسی قسم کے الزامات عائد کرکے گرفتار کرلیا گیا۔ اور یہ تمام حضرات اب تک جیلوں میں بند ہیں۔ مگر اس کے باوجود گذشتہ صوبائی اسمبلی کے اجلاس میں جام صاحب لسبیلہ کی حکومت ۲۱ ارکان صوبائی میں سے صرف آٹھ ارکان کا تعاون حاصل کرسکی۔ اسی دوران یہ سر توڑ کوشش کی گئی کہ جمعیۃ علماء اسلام کے واحد صوبائی اسمبلی کے رکن مولوی شمس الدین صاحب کو بھی کسی نہ کسی طریقہ سے اپنے ساتھ شامل کرلیا جائے مگر وہ مرد مجاہد چٹان کی طرح اپنے مقصد پر ڈٹے رہے ان کے خلاف بھی بے بنیاد الزامات لگائے گئے اور ان کو ایرانی ہیلی کاپٹر کے ذریعہ میوند کے مقام پر فوجی حراست میں رکھا گیا۔ وہاں پر جام غلام قادر وزیر اعلیٰ بلوچستان نے جا کر ان کو پیشکش کی کہ اگر مولوی شمس الدین مرحوم ان کے ساتھ شامل ہونے کو تیار ہوجائیں تو انہیں وزیر اعلیٰ بنا دیا جائے گا۔ مگر اس مرد مجاہد نے یہ پیشکش مسترد کر دی۔ اس کے بعد پیسوں کی لالچ دی گئی۔ مگر وہ اپنے مشن پر ڈٹے رہے۔ چونکہ جمعیۃ علماء اسلام کے دو ارکان صوبائی اسمبلی مولوی محمد حسن اور مولوی صالح محمد اپنی پارٹی کے منشور کے خلاف جام حکومت میں وزارت قبول کرکے چلے گئے تھے۔ اس لیئے جام حکومت نے مولوی موصوف کے لیئے بھی زبردست کوشش کی، مگر بے سود۔

نتیجہ یہ ہوا کہ یہیں اچانک کوئٹہ میں ایک شام یہ خبر ملی کہ مولوی شمس الدین صاحب شہید کردیئے گئے۔ اس پس منظر کی روشنی میں یہ یقینی بات ہے کہ ان کا قتل ایک سیاسی قتل ہے۔

حالیہ اعلان بلوچستان کو نیپ کی مرکزی کمیٹی نے ایک دھوکہ سمجھ کر رد کردیا ہے۔ اس اعلان سے میرے خیال میں بلوچستان کا سیاسی مسئلہ اور الجھ جائے گا کیونکہ اس میں بلوچستان کے سیاسی کارکنوں اور لیڈروں کی رہائی کی ضمانت دی گئی ہے۔ اور نہ ہی عام معافی کا اعلان اُن لوگوں پر حاوی ہوتا ہے جو پاکستان چھوڑ کر دوسرے ملکوں میں چلے گئے ہیں۔ میرے خیال میں اس اعلان سے باہر گئے ہوئے لوگوں کو واپس بلوچستان بلا کر ان کے خلاف بھی سخت قسم کے الزامات عائد کرکے ان کو سزا دینی مقصود ہے۔ بلوچستان کا سیاسی مسئلہ اگر موجودہ حکومت چاہے تو ایک منٹ میں حل ہوسکتا ہے۔ وہ اس طرح کہ موجودہ حزب اقتدار بلوچستان میں ۱۹۷۰ء کے عام انتخابات کے نتائج کو تسلیم کرے۔ تمام سیاسی قیدیوں اور کارکنوں کو غیر مشروط طریقے پر رہا کرے۔ اور ان کے خلاف عاید کردہ تمام مقدمات واپس لے۔ فوج کو جنگی محاذ سے نکال کر بیرکوں میں واپس بھیجا جائے۔ چونکہ فوج کا اولین مقصد ملک کا دفاع ہے۔ حالیہ بیان سے چونکہ مندرجہ بالا مسائل حل نہیں ہوتے۔ اس لیئے اس سے بلوچستان کے حالات سدھر نہیں سکتے۔

میں مرکزی حکومت کو مشورہ دوں گا کہ وہ نیچے کچھے پاکستان کی بقا اور سالمیت کے پیش نظر اپنی اس حکمت عملی پر نظر ثانی کرے اور بلوچستان کے مسئلے کو جمہوری قدروں کی روشنی میں جلد حل کرے۔ ورنہ نتائج بہت سنگین ہوں گے۔ جس کا موجودہ حالات میں ملک متحمل نہیں ہوسکتا۔

حافظ سلطان احمد کو صدمہ

شاعر تنظیم اہل السنۃ حافظ سلطان احمد موضع مڑالی ضلع ڈیرہ اسماعیل خان کے والد محترم ۱۹ اپریل کو انتقال فرما گئے۔ اللہ تعالےٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائیں اور لواحقین کو صبر جمیل کی توفیق دیں۔ (ادارہ)

کچا کھوہ میں تبلیغی جلسہ

کچا کھوہ میں ۱۸ مئی کو ۹ بجے جمعیۃ علماء اسلام کچا کھوہ کے ارکان کا اجلاس ہوگا۔ صوبائی ناظم اعلیٰ سید نیاز احمد شاہ صاحب گیلانی خطاب فرمائینگے اور بعد نماز ظہر جلسہ عام ہوگا جس میں مولانا عبدالستار تونسوی اور شاہ صاحب تقاریر فرمائینگے

(اراکین جمعیۃ علماء اسلام کچا کھوہ)

حق نواز خلیل

مرزائی امت اور پاکستان

ایئر مارشل ظفر چوہدری کی برخاستگی نے ایک مرتبہ پھر یہ حقیقت آشکارا کر دی کہ مرزائی امت پاکستان کی وفادار نہیں ہے اور ملک کے دفاع یا تنظیم میں کسی حیثیت میں اس "کافر و مرتد امت" پر اعتماد اپنے آپ کو اور قوم کو دھوکہ دینے کے مترادف ہے۔

تقسیم ملک سے قبل اس امت نے تقسیم کی مخالفت کی۔ تقسیم کے وقت پاکستان کے ساتھ غداری کی مرتکب ہوئی۔ چنانچہ تقسیم سے قبل ایک تقریب میں خلیفہ ربوہ مرزا بشیر الدین محمود نے کہا:-

"میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ ہمیں دوسری اقوام کے ساتھ مل جل کر رہنا چاہیئے، اور عیسائیوں اور ہندوؤں کے ساتھ مشارکت رکھنی چاہیئے ...... اس لئے ہمیں کوشش کرنی چاہیئے کہ مسلم ہندو سوال اٹھ جائے اکھنڈ ہندوستان بنے اور ساری قومیں شیر و شکر ہو کر رہیں تاکہ ملک کے حصے بخرے نہ ہوں"۔

(روزنامہ الفضل ۵ اپریل ۱۹۴۷ء)

اور جب ملک تقسیم ہونے لگا تو خلیفہ مذکور نے اعلان کیا:-

"ہم ہندوستان کی تقسیم پر رضا مند ہوئے تو خوشی سے نہیں بلکہ مجبوری سے اور پھر کوشش کریں گے کہ کسی نہ کسی طرح جلد متحد ہو جائیں"۔ (الفضل ۱۷ مئی ۱۹۴۷ء)

اور تقسیم کے وقت باؤنڈری کمیشن کے سامنے ایک الگ محضر نامہ پیش کیا اور اپنے لئے کانگرس اور مسلم لیگ سے الگ موقف اختیار کیا۔ اس محضر نامہ میں انہوں نے اپنی تعداد اپنے علیحدہ مذہب اور اپنے فوجی اور سول ملازمین کی کیفیت اور دیگر تفصیلات درج کیں۔ باؤنڈری کمیشن نے احمدیوں کے اس میمورنڈم سے یہ فائدہ حاصل کیا کہ ان کو غیر مسلم قرار دے کر مسلمانوں سے خارج کر کے گورداسپور کو مسلم اقلیت کا ضلع قرار دے کر بھارت کے حوالہ کر دیا۔ اس طرح بھارت کو کشمیر پر بالادستی حاصل ہو گئی۔ نتیجتہً کشمیر بھارت کے قبضہ میں چلا گیا۔ پاکستان کے ساتھ اس رسوا امت کی یہ سب سے پہلی بڑی غداری ہے جس کے نتیجہ میں گورداسپور کے علاوہ کشمیر پاکستان کے ہاتھ سے چلا گیا۔ اگر گورداسپور کا ضلع پاکستان میں آ جاتا تو پھر کشمیر جس کے راستے اسی ضلع میں کھلتے ہیں، پاکستان کے حصہ میں آ جاتا۔

بلوچستان اور مرزائی۔ پاکستان بن جانے کے بعد مرزائیوں نے اپنی سرگرمیوں کے لئے بلوچستان کا پسماندہ صوبہ منتخب کیا۔ چنانچہ مرزا محمود احمد نے کہا:-

"بلوچستان کی آبادی پانچ چھ لاکھ ہے۔ زیادہ آبادی کو احمدی بنانا تو مشکل ہے۔ لیکن تھوڑے آدمیوں کو احمدی بنانا مشکل نہیں اپس جماعت کو اس طرف پوری توجہ دینی چاہیئے .... اگر ہم سارے صوبہ کو احمدی بنالیں تو کم از کم ایک صوبہ تو ایسا ہو گا۔ جسے ہم اپنا صوبہ کہہ سکیں گے ... پس تبلیغ کے لئے بلوچستان کو اپنا صوبہ بنالو تاکہ تاریخ میں آپ کا نام رہے"۔

(الفضل ۱۳ اگست ۱۹۴۸ء)

مرزائیت نے دنیا بھر میں پسماندہ علاقوں کو ہی اپنی تبلیغی سرگرمیوں کے لئے منتخب کیا ہے۔ بلوچستان میں تحریف قرآن کی سعی اسی پروگرام کا جزو ہے۔

اس کے بعد مرزائیوں نے ایک منظم پروگرام کے تحت پاکستان کے تمام شعبہ ہائے کار میں بھرتی ہونا شروع کیا۔ جس کے نتیجے میں آج ہر شعبہ میں مرزائی نظر آ رہے ہیں چنانچہ مرزا محمود احمد نے اپنی امت رجیمہ کو مشورہ دیا۔

"جب تک سارے محکموں میں ہمارے آدمی نہ ہوں گے ان سے ہم کام نہیں لے سکتے مثلاً موٹے موٹے محکموں میں سے فوج ہے پولیس، انتظامیہ، ریلوے، فائننس، اکاؤنٹس ہے، کسٹمز ہے، انجینئرنگ ہے یہ آٹھ دس صیغے ہیں جن سے جماعت اپنے حقوق کی حفاظت کر سکتی ہے۔ ہماری جماعت کے نوجوان فوج میں بے تحاشا جاتے ہیں اس کے نتیجہ میں فوج میں دوسرے محکموں کی نسبت زیادہ ہے ..... ہر صیغے میں ہمارے آدمی موجود ہوں اور ہر جگہ ہماری آواز پہنچ سکے"۔

(الفضل ۱۱ جنوری ۱۹۵۲ء)

چنانچہ آج ہم دیکھتے ہیں کہ فوج کے علاوہ تمام شعبوں میں مرزائی بھرتی ہیں اور بھٹو حکومت میں تو مرزائیوں کو وہ رسوخ حاصل ہوا ہے کہ خلیفہ ربوہ برملا کہتا ہے "حکومت ہمارے ہاتھ میں ہے"۔ اور اس میں حقیقت بھی ہے فضائیہ کا سالار سربراہ مرزائی۔ بری فوج میں ٹکا خان کے بعد مسلسل دس بارہ مرزائی جنرل آ رہے ہیں اور سنا ہے کہ ٹکا خاں کی طرف ان لوگوں نے پاؤں لمبے کئے ہیں کہ اسے کسی طرح گرالیں۔ اور فضائیہ کی حالیہ سازش نے یہ ظاہر کر دیا ہے کہ مرزائی کچھ کر رہے ہیں بلکہ تم آٹھ دس افسروں کی برخاستگی ظاہر ہے۔ اس طرح مرزائی امت کے لئے جگہیں خالی کرانا تھیں۔ اور بقول نوائے وقت فضائیہ میں بھرتی کے لئے مرزائیوں کو اولیت دی گئی ہے۔ اگر ایسا ہے تو ہم حکومت سے پرزور مطالبہ کرتے ہیں کہ چوہدری کے زمانہ میں جن مرزائی پائلٹوں اور ٹیکنیشنز کو بھرتی کیا گیا ہے۔ ان کی سرگرمیوں کی نگرانی کی جائے۔

اور پھر انتظامیہ میں مرزائی اتنے منظم ہیں کہ جس ضلع میں ڈی سی مرزائی لگ جاتا ہے ربوہ سے پورے ضلع کی مرزائی فہرست اسے مل جاتی ہے۔ جس کی بنا پر وہ مرزائیوں سے خصوصی توجہ برتتا ہے۔

مرزائی اور دفاع

مرزا غلام احمد نے نبوت کا دعویٰ کیا اور پھر جہاد کو حرام قرار دیا۔ یوں تو مرزا نے کئی دعوے کئے۔ وہ کبھی نبی بن جاتا کبھی خدا کے ساتھ اتصال قائم کر لیتا، کبھی مسیح موعود کا دعویٰ کر دیتا۔ غرض اس نے کئی چولے بدلے۔ انگریز کی خوشامد اور چاپلوسی اس کا مقصد تھا۔ چنانچہ وہ کہتا ہے:-

"میری عمر کا اکثر حصہ اس سلطنت انگریزی کی تائید و حمایت میں گزرا ہے اور میں نے ممانعت جہاد اور انگریزی اطاعت کے بارے میں اس قدر کتابیں لکھی ہیں کہ ... پچاس الماریاں بھر سکتی ہیں"۔

(تریاق القلوب ص ۲۵ مصنفہ غلام احمد قادیانی)

حرمت جہاد کے لئے کہتا ہے:-

اب چھوڑ دو اے دوستو! جہاد کا خیال
دین کے لئے حرام ہے اب جنگ اور قتال

معاذ اللہ! ان حوالوں سے مقصود یہ ہے کہ جب یہ امت جہاد کو حرام قرار دیتی ہے تو وہ کیوں کر پاکستان کا دفاع کرے گی۔ ظاہر ہے ان لوگوں نے پورے پاکستان میں اپنی ایک حکومت قائم کرنے کے لئے فوج وغیرہ میں بھرتی ہونا شروع کیا ہے۔ غالباً ۱۹۶۵ء میں لندن میں ایک مرزائی کانفرنس میں ظفر اللہ چوہدری نے اعلان کیا تھا کہ ان کا مقصد پاکستان کی حکومت پر قبضہ کرنا ہے۔ یہ بیان اس وقت پاکستان کے اخبارات میں بھی شائع ہوا تھا۔

اس تجزیہ کے بعد ایک سلیم الطبع شخص بھی اندازہ کرے گا کہ مرزائی امت ایک خاص مقصد کے لئے حکومت کے شعبوں میں وارد ہوئی ہے۔ مسٹر کھر کا مشیر جاوید الرحمٰن مسٹر بھٹو کا مشیر رفیع رضا، مسٹر حنیف رامے کا خصوصی معاون راجہ منور احمد۔

اس طرح صوبائی اور مرکزی اسمبلی میں مرزائیوں کی بھرمار۔ غالباً پاکستان کی تاریخ میں پہلی مثال ہے۔ اور یوں بھٹو حکومت ایک طرح کی مرزائی نو آبادی بن گئی ہے۔ وہ جس طرح چاہیں بھٹو صاحب کو ہنکا کر لے جائیں اور

(باقی ص ۱۲ پر)

محمد سعید الرحمٰن علوی

اسلام کا معاشی نظام

(قسط نمبر ۲)

گویا حقِ معیشت میں برابری و مساوات، ایک مسلمہ اصول ہے لیکن اس کے ساتھ "تفاوتِ درجات" بھی ناگزیر حقیقت ہے۔ جس کی حکمت قرآن عزیز کے الفاظ میں لیبلوکم فی ما اٰتاکم ہے اور اس کی فاضلانہ تشریح مولانا حفظ الرحمٰن علیہ الرحمہ کے الفاظ میں یہ ہے:۔

"اللہ تعالیٰ ایک جانب غنی کو صاحبِ ثروت بنا کر اس سے یہ مطالبہ کرتا ہے کہ وہ اپنی ثروت کو تنہا اپنی ملکیت نہ سمجھے بلکہ "انفرادی ملکیت" کے باوجود یہ یقین رکھے کہ وہ جس قدر زیادہ کمائے گا اسی قدر اس کی دولت پر اجتماعی حقوق زیادہ ہوں گے۔ اس لئے کہ وہ صرف اپنے لئے ہی نہیں کماتا بلکہ جماعت کے دوسرے افراد کے لئے بھی کماتا ہے نیز یہ ذہن نشین رہے کہ درجات کا یہ تفاوت جماعت کے دوسرے افراد کو محروم المعیشت بنانے اور ذاتی اغراض کی خاطر معاشی دستبرد کرنے کے لئے نہیں ہے اور جو ایسا کرتا ہے وہ خدا کی نعمت "عطاءِ ثروت" کا منکر ہے۔

.... کیونکہ دولت و سرمایہ کا مقصد زیادہ سے زیادہ نفع بازی نہیں بلکہ انفرادی حاجات و ضروریات کے ساتھ ساتھ اجتماعی ضروریات و حاجات کی تکمیل بھی ہے۔

اور دوسری جانب غیر متمول سے یہ توقع رکھتا ہے کہ وہ متمول افرادِ ملت کے تمول کو دیکھ کر خدا کے ساتھ کفرانِ نعمت و ناشکر گذاری اختیار نہ کرے اور نہ ہی حسد و بغض کو دل میں جگہ دے بلکہ طمانیتِ قلب کے ساتھ اپنی مختصر فارغ البالی اور خوشحالی پر شاکر رہے اور یا پھر عملی جدوجہد میں آگے بڑھ کر اپنی استعداد و صلاحیت کے مطابق ان تمام حقوقِ معیشت سے متمتع ہو اور غناء و دولت حاصل کرے جن کو تمام مخلوقِ خدا کے لئے عام اور مساوی کر دیا گیا"

اس فاضلانہ تحریر کے بعد تفاوتِ درجات کی الٰہی حکمت پر مزید کچھ کہنا لاحاصل ہے۔

مختصر یہ کہ اسلام حقوقِ معیشت میں عام انسانوں کو برابر کا شریک قرار دے کر عملی جدوجہد کا میدان مہیا کر دیتا ہے اور پھر ؏

فکرِ ہر کس بقدرِ ہمتِ اوست

والی بات ہے۔

اس کے بعد یہ بھی ملحوظِ خاطر رہے کہ اسلام احتکار (ناجائز وسائل سے مال اکٹھا کرنا) اور اکتناز (اجتماعی حقوق کو نظر انداز کر کے دولت کو خزانہ کرنا) کی کسی بھی صورت کا قطعاً روادار نہیں بلکہ اسلام کی اصل پالیسی وہ ہے جو ابتداء میں "دولت کے پھیلاؤ" کے ضمن میں وضاحت سے عرض کی جاچکی ہے۔ اس سلسلہ میں کی لا یکون دولۃ بین الاغنیاء منکم والی آیت تو گذر چکی ہے کچھ اور آیاتِ کریمہ ہیں جن میں احتکار و اکتناز سے مخصوص حکیمانہ انداز میں منع کیا گیا ہے۔ وانفقوا فی سبیل اللہ ولا تلقوا بایدیکم الی التھلکۃ، وانفقوا مما رزقناکم من قبل ان یاتی احدکم الموت یوم یحمی علیھا فی نار جھنم فتکوی بھا الایہ تو اس معاملہ میں حرفِ آخر اور سب سے بڑی وعید ہے۔

احتکار و اکتناز وغیرہ چونکہ فاسد نظامِ معیشت کے برگ و بار ہیں اس لئے یہ ممکن ہی نہیں کہ اسلام کسی بھی درجہ میں ان کی اجازت دے۔ اسی طرح سود، قمار نیز عقودِ فاسدہ کی تمام ممکنہ صورتیں دینِ فطرت میں مردود و معتوب ہیں، محض اس لئے کہ یہ چیزیں ایک صالح نظامِ معیشت میں فٹ ہو ہی نہیں ہو سکتیں، جس نظام کے نتیجہ میں فارغ البالی اور مرفہ الحالی کا دور دورہ ہو۔

نظامِ معیشت میں جو چیزیں فساد کا باعث ہیں ان کے متعلق حضرت حق کی اصولی ہدایات قرآن مجید میں موجود ہیں۔ مثلاً حرم الربوا، انما الخمر والمیسر والانصاب والازلام رجس من عمل الشیطان، ویل للمطففین اور لا تاکلوا اموالکم بینکم بالباطل وغیرہ ذالک

اور سود چونکہ نظامِ معیشت کی خرابی میں بنیادی اہمیت کا حامل ہے۔ اس لئے محض حرم الربوا پر ہی اکتفا نہیں کیا بلکہ وذروا ما بقی من الربوا کہہ کر اس کو چھوڑنے کا حکم دیا اور فاذنوا بحرب من اللہ ورسولہ ارشاد فرما کر ان لوگوں کو اپنے قہر سے ڈرایا جو ہزار سمجھانے کے باوجود اس لعنت کو نہیں چھوڑتے۔ شارع علیہ السلام نے حجۃ الوداع کے تاریخی خطبہ میں سود سے متعلق سخت لب و لہجہ اختیار فرمایا اور اس کے استیصالِ کلی کی خاطر اپنے عم مکرم حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی سودی رقوم پاؤں تلے روندنے کا اعلان کر کے ایک مثال قائم کی۔

سود کی لعنت قریباً ہر دور میں رہی۔ باوجودیکہ اس کی تباہ کاریوں کا بھی ایک زمانہ معترف ہے۔ لیکن اس آفت سے چھٹکارا نہیں حاصل ہو سکا۔ اصل مصیبت یہ ہے کہ ہر دور میں کچھ اس قسم کے افراد موجود رہے جنہوں نے شیطانی تجدید کا فریضہ سرانجام دیتے ہوئے ہمیشہ اس لعنت کو نئے رنگ و روپ میں پیش کیا۔ اس کی تازہ مثال نظامِ بینکاری ہے۔ جو یورپ کی ذہنیتِ فاسدہ کی پیداوار ہے اور شاید تاریخ میں اس نجس و حرام چیز کو ایسا حسین پیراہن میسر نہ ہوا ہوگا۔

نظامِ بینکاری کے موجدوں کی فتنہ سامانی کا یہ کرشمہ ہے کہ انہوں نے اس کو ایسی ناگزیر ضرورت بنا دیا ہے کہ دنیا اس سے چھٹکارا حاصل نہ کر سکے اور ستم یہ ہے کہ نظامِ بینکاری کی آئے دن کی تباہ کاریاں بھی کسی انقلاب کا پیش خیمہ نہیں بن پائیں۔

غضب تو یہ ہے کہ وہ آسمانی مذہب جس نے سودی کاروبار کے علمبرداروں کو دعوتِ مبارزت دی ہے۔ اس کے بعض بزعمِ خود غلط نام لیوا اس لعنت کی کم از کم بعض صورتوں کے لئے شرعی سند تک مہیا کرنے سے نہیں شرماتے، حالانکہ نظامِ بینکاری کو مضاربت و شراکت کے اصولوں پر چلا کر اس کے اچھے پہلوؤں سے استفادہ اور برے پہلوؤں سے بچنا عین ممکن ہے۔ اس سلسلہ میں ڈاکٹر نجات اللہ صدیقی اور ڈاکٹر محمد اقبال قریشی کی کتابیں قابلِ قدر ہیں۔ مختصر یہ کہ چونکہ اسلام دولت کے پھیلاؤ کا علمبردار ہے اور اس نظام میں دولت سمٹتی ہے۔ اس لئے اسلام اس کو برداشت نہیں کرتا۔ نیز یہ کہ اسلام چونکہ سرمایہ سے زیادہ محنت کو اہمیت دیتا ہے اور سرمایہ کے بل بوتے پر انسانی محنت کے پھیلنے کی اجازت نہیں دیتا اور بینکاری میں محض دولت کے پیشِ نظر انسان کا استحصال ہوتا ہے اس لئے یہ نظام اسلامی نقطہ نظر سے ناقابلِ برداشت اور مٹا دینے کے قابل ہے۔

اور اصل بات تو یہ ہے کہ صالح نظامِ معیشت جس میں فارغ البالی عام ہو اور جو ہر قسم کے مفاسد سے پاک ہو صحیح عقیدہ اور شریفانہ اخلاق کے بغیر معرضِ وجود میں آ ہی نہیں سکتا۔

جیسا کہ ابتدا میں اشارے کئے گئے کہ دورِ مسعود میں دفتری کروفر نہ ہونے کے باوجود ملت کی گاڑی راہِ راست پر تھی تو اس کا سبب صالح اور متدین لوگ تھے۔ جن میں خوفِ خدا کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا اور جو محاسبۂ آخرت سے ہر وقت خائف رہتے تھے۔

یہ محاسبۂ آخرت اور احساسِ ذمہ داری کا ہی تو کرشمہ تھا کہ خلیفۂ اول اپنی اہلیہ کی اس خواہش کو پورا نہ کر سکے جو میٹھا کھانے سے متعلق تھی۔ اور جب انہوں نے چند دن معمول کے کھانے میں کمی کر کے میٹھا پکانے کے لئے چند کوڑیاں اکٹھی کر لیں تو خلیفۂ وقت نے یہ کہہ کر بیت المال میں واپس کر دیں کہ وہ ہماری ضروریات سے زائد تھیں اور آئندہ کے لئے اپنے روزینہ میں اتنا حصہ کم کر دیا۔

اور جہاں بقول مشہور ماہرِ معاشیات ڈاکٹر ذاکر حسین مرحوم سابق صدر جمہوریہ ہند دورِ حاضر کے تمام تر معاشی پروگراموں میں یہ بات قدرِ مشترک ہو کہ معاشیات میں اخلاقی احکام کی سختی سے مخالفت کی جائے (معاشیات منہاج و مقاصد ص ۵۷) وہاں انسانی زندگی کی گاڑی کیسے صحیح لائن پر چل سکے گی؟

اسلام نے اپنے ماننے والوں کے لئے ہر شعبۂ حیات میں جو اصول وضع فرمائے ہیں ان میں اخلاقی تعلیم بنیادی

(باقی ص ۱۴ پر)

کاروانِ جمعیۃ منزل بہ منزل

اسلامی نظام کے نفاذ کے بغیر ملکی حالات درست نہیں ہو سکتے

پاکستان فتنوں اور آزمائشوں کی زد میں ہے (امیر مرکزیہ کا خطاب)

بہاولپور۔ مجلس تحفظ ختم نبوت بہاولپور کی دو روزہ عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس جامع مسجد الصادق میں منعقد ہوئی جس میں ملک بھر کے مذہبی اور سیاسی راہنماؤں اور مجلس کے مرکزی عہدیداروں اور مبلغین نے عوام سے خطاب فرمایا۔ کانفرنس زیر صدارت شیخ طریقت حضرت مولانا خان محمد صاحب سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف منعقد ہوئی۔

ایک نشست کی صدارت حاجی ذکر اللہ صاحب امیر مجلس تحفظ ختم نبوت بہاولپور نے کی۔ حضرت حافظ الحدیث مولانا محمد عبداللہ صاحب درخواستی مدظلہ امیر جمعیۃ علماء اسلام پاکستان نے اپنی ولولہ انگیز اور دلگداز تقریر میں فرمایا کہ پاکستان فتنوں اور آزمائشوں کی زد میں ہے۔ جب تک اس ملک میں اسلامی قانون اور خاتم الانبیاء صلعم کی عزت ناموس کا تحفظ نہیں کیا جاتا اس وقت تک حالات درست نہیں ہو سکتے آپ نے عوام سے وعدہ لیا کہ وہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے کسی قسم کی قربانی دینے سے دریغ نہیں کریں گے۔

مولانا محمد شریف صاحب جالندھری ناظم اعلیٰ مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان نے خطاب کرتے ہوئے برطانیہ کے مظالم اور علماء حق کی قربانیوں اور آزادئ ہند کے مشہور اور معروف لیڈروں کی قربانیوں اور ان کے خلاف برطانیہ کے ایجنٹوں اور جاسوسوں کا ذکر کرتے ہوئے ثابت کیا کہ مرزائی ٹولہ برطانیہ کی ضرورت کی پیداوار ہے۔

چوٹی بالا میں ڈسپنسری قائم کی جائے

گزشتہ روز جمعیۃ علماء اسلام چوٹی بالا ضلع ڈیرہ غازی خاں کے دفتر میں جمعیۃ کے کارکنوں کا ایک اجلاس منعقد ہوا۔ اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے جمعیۃ علماء اسلام چوٹی بالا کے سیکرٹری اطلاعات محمد رمضان ایم اے (معاشیات) نے کہا ہے کہ ہماری جماعت ملک میں اسلام کا معاشی نظام لانا چاہتی ہے جو کہ تمام معاشی نظاموں سے بہتر ہے۔ اجلاس سے جمعیۃ علماء اسلام چوٹی بالا کے امیر صوفی غلام محمد ناظم اعلیٰ ڈاکٹر غلام محمد فرید اور سالار ڈاکٹر قادر بخش بلوچ نے بھی خطاب فرمایا۔ آخر میں مندرجہ ذیل قرار دادیں منظور کی گئیں۔

یہ اجلاس صوبہ بلوچستان کی اقلیتی حکومت کے ناجائز ہتھکنڈوں کی مذمت کرتا ہے اور وزیر اعظم بھٹو کے اعلان بلوچستان کو ایک گمراہ کن پروپیگنڈا تصور کرتا ہے اور سیاسی حقوق کی بحالی کا مطالبہ کرتا ہے۔ یہ اجلاس چوٹی بالا میں ڈسپنسری قائم کرنے مڈل سکول کو ہائی سکول کا درجہ دینے اور چوٹی بالا میں سڑک کے ٹوٹے حصے کو درست کرنے کا مطالبہ کرتا ہے۔

حکومت برطانیہ سے احتجاج کیا جائے

جمعیۃ علماء اسلام ضلع بنوں کا ایک اجلاس مولانا محمد یعقوب ایم۔ اے۔ کی زیر صدارت منعقد ہوا، جس میں ضلعی دفتر کے قیام کے لئے میریان گیٹ کے اندرون حاجی رئیس خاں کا بنگلہ تجویز کیا گیا۔ نیز طلبہ کے ایجی ٹیشن سے پیدا شدہ صورت حال پر تبادلہ خیالات کیا گیا۔

ایک قرارداد کے ذریعہ طلباء کے پرامن جلوس پر لاٹھی چارج اور فائرنگ کی مذمت کرتے ہوئے اس واقعہ کی ہائیکورٹ کے جج سے تحقیقات کرانے کا مطالبہ کیا گیا۔ دوسری قرارداد میں حکومت پاکستان سے مطالبہ کیا گیا کہ لندن میں ایک ناچ گھر کا نام معاذ اللہ "مکہ" رکھنے پر حکومت برطانیہ سے شدید احتجاج کیا جائے۔ اور اس سلسلہ میں پورا اثر و رسوخ استعمال کیا جائے۔

جمعیۃ اکابر کے مشن کی امین ہے

(حکیم عبدالسلام)

جمعیۃ علماء اسلام کے ممتاز راہنما حضرت مولانا حکیم عبدالسلام نے گزشتہ روز ہری پور میں جماعتی کارکنوں کے ایک اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ جمعیۃ علماء اسلام حضرت مجدد الف ثانیؒ، حضرت شاہ ولی اللہؒ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ، حضرت شیخ الہندؒ اور حضرت مدنیؒ کے عظیم مشن کی وارث ہے اور ہماری اس سے وابستگی بھی اسی وجہ سے ہے کہ جمعیۃ کے قائدین اکابر کی عظیم روایات کو زندہ رکھے ہوئے ہیں۔

ضلع ہزارہ جمعیۃ کے ناظم اعلیٰ مولانا محمد یوسف نے اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے حضرت الامیر مولانا درخواستی دامت برکاتہم، حضرت مولانا عبدالحق مدظلہ اور دیگر حضرات کے وارنٹ گرفتاری جاری کرنے پر صوبائی حکومت کی شدید مذمت کی اور احکام واپس لینے کا مطالبہ کیا مولانا عبدالستار خان نے بھی اجلاس سے خطاب کیا اور کارکنوں پر زور دیا کہ جمعیۃ کو تنظیمی و مالی لحاظ سے زیادہ سے زیادہ مضبوط بنایا جائے۔

بلوچستان میں نمائندہ حکومت کا قیام ہی بلوچستانی عوام کا مطالبہ ہے

مہنگائی کے خاتمہ کیلئے ضروری اقدامات کئے جائیں

سرگودھا۔ جمعیۃ علماء اسلام سرگودھا شہر کی مجلس شوریٰ کا اجلاس مولانا صالح محمد امیر جمعیۃ کی صدارت میں ہوا۔ جس میں دو ماہ کی رپورٹ اور آمد و خرچ کا حساب پیش کیا گیا۔ اجلاس میں جنرل سیکرٹری شہری جمعیۃ شیخ حبیب احمد نے جمعیۃ کی تنظیم و توسیع کے سلسلہ میں ورکروں پر زور دیا کہ وہ جمعیۃ کے پیغام کو گھر گھر پہنچانے کے لئے محنت سے کام کریں۔ شیخ صاحب کے بعد صوبائی نائب امیر مولانا قاری عبدالسمیع صاحب نے بھی اسی قسم کے خیالات کا اظہار کیا۔ ان کے علاوہ حاجی عبدالغفور، شیخ سرور جہانگیر ایڈووکیٹ جناب غلام رسول سیف الرحمٰن اور حافظ عبدالخالق نے بھی تنظیم جمعیۃ کے سلسلہ میں مختلف تجاویز پیش کیں۔ آخر میں یہ طے پایا کہ "جمعیۃ کیا چاہتی ہے" کے عنوان سے ایک ٹریکٹ جلدی شائع کیا جائے۔ اس کے علاوہ یہ بھی تجویز پاس ہوئی کہ آئندہ ماہ ۷ رجون ۷۴ء بروز جمعہ سرگودھا شہر کے تمام کارکنوں کا اجلاس ہوگا۔ جس میں مولانا حبیب احمد صاحب اور قاری عبدالسمیع صاحب خطاب فرمائیں گے۔ اجلاس کے آخر میں (۱) حکومت سے م (باقی کالم ۲ میں)

م سے مطالبہ کیا گیا کہ ملک میں آئین اسلامی فوراً نافذ کیا جائے تاکہ موجودہ مشکلات سے نجات حاصل کی جاسکے (۲) بلوچستان میں فوری طور پر نمائندہ حکومت قائم کر کے بلوچستانی عوام کا مطالبہ پورا کیا جائے (۳) مہنگائی پر قابو پانے کے لئے فوری اقدامات کئے جائیں۔

حضرت مولانا سید نیاز احمد شاہ گیلانی

جنرل سیکرٹری پنجاب جمعیۃ سے فوری

رابطہ

تلمبہ ضلع ملتان میں فون نمبر ۲۵ پر قائم کیا جاسکتا ہے

مفتی محمود کی تقریر پر نکتہ چینی

اور اس کا جواب

(تحریر: محمد عثمان الوری کراچی شہر)

حضرت مولانا مفتی محمود صاحب کی کراچی میں تقاریر پر چند لوگ بالکل بے بنیاد اعتراض کر رہے ہیں، حالانکہ مفتی صاحب مدظلہ نے سیرت النبی صلعم پر جامع اور مفصل تقاریر فرمائی تھیں اور خصوصاً حضور اکرم صلعم کی حیاتِ طیبہ کے سیاسی پہلو کو قرآن و سنت کی روشنی میں پیش کر کے دور جدید کے مسلمانوں کو ایک عظیم مشن سے روشناس کرایا تھا۔ اس وقت جبکہ مسلمان پوری دنیا میں زبردست اکثریت کے باوجود اپنے حقیقی مقام سے بہت ہی دور ہوتے جا رہے ہیں اور سیاسی حیثیت سے محروم ہو رہے ہیں بلکہ اپنے بعض بنیادی حقوق سے بھی محروم ہیں۔ اس وقت ضرورت ہے کہ مسلمانوں کی رہبری اور رہنمائی کرتے ہوئے نبی کریم صلعم کے اسوۂ حسنہ کی روشنی میں آپ کا سیاسی تدبر، عملی احکامات، ملکوں کو فتح کرنے کا مقصد قیام امن اور مظلوموں کو ظلم سے نجات دلانے کا پروگرام پیش کیا جائے جو آپ نے اپنے پیروکاروں کے لیے چھوڑا۔ اس کا تذکرہ اگر نہ کیا جائے تو یہ بہت ہی افسوسناک پہلو ہے۔ دنیا میں اسلام ہی ایسا مذہب ہے جو اپنے ساتھ صرف چند عبادات، فرائض واجبات نفل اور سنن کے احکامات ہی نہیں بلکہ زندگی کے ہر شعبہ میں مکمل راہنمائی کرتا ہے۔ مسلمانوں کو جب سے سیاست سے دور رکھا گیا۔ اس دور سے تنزل شروع ہو چکا ہے۔ اسلام ایک عالمگیر دین ہے اور وہ پوری دنیا میں امن و سلامتی، صالح معاشرہ، فلاح و بہبود اور تعمیر و ترقی کا معاون ہے۔ ہزاروں غیر مسلم سیاستدان، سائنسدان فلاسفر محض آپ کے سیاسی تدبر ہی کی وجہ سے مشرف بہ اسلام ہوئے ہیں اور دیگر مذاہب کے رہبر آپ کی صداقت اور سیاسی تدبر ہی سے مانتے ہیں کہ دین اسلام ایک جامع مکمل اور کامل دین ہے۔ خصوصاً سیاست اس کا ایک اہم حصہ ہے۔ جو صرف اسلام کا امتیازی نشان اور مقصد ہے۔ اس مقصد کو علامہ اقبالؒ نے اپنے ایک شعر میں بیان کیا ہے۔

جدا ہو دیں سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی

ہمارے بعض معترضین ناواقفی کی وجہ سے حضرت مولانا مفتی محمود پر سیاسی تقریر کا الزام لگا رہے ہیں۔ اگر ہم تاریخ اسلام کا مطالعہ کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ اسلام کے عروج کا دور وہی تھا۔ جس میں مسلمانوں کو سیاسی برتری حاصل تھی۔ ہم ان اعتراض کرنے والوں سے گذارش کرتے ہیں کہ وہ سیرت النبی کا بغور اور صاف دلی سے مطالعہ کریں تاکہ ان کو اسلام میں سیاست کی اہمیت کا اندازہ ہو سکے۔

ضمنی انتخاب میں دھاندلیوں کا پوری قوت سے مقابلہ کیا جائے گا

سرکاری ملازمین الیکشن میں کھلم کھلا مداخلت کر رہے ہیں (صوبائی جمعیۃ کا الزام)

کوئٹہ۔ صوبائی مجلس عاملہ جمعیۃ علماء اسلام بلوچستان کا ایک ہنگامی اجلاس زیر صدارت الحاج مولانا عبد الغفور صاحب منعقد ہوا۔ جس میں متفقہ طور پر مندرجہ ذیل قرارداد منظور کی گئی۔

"مشاہدہ میں آیا ہے کہ بلوچستان کے ضمنی انتخابات میں جن نشستوں پر مقابلے ہوئے ہیں۔ ان میں صوبائی حکومت خصوصاً انتظامیہ کے آفیسران نے حکومتی پارٹی یا اس کے حامی امیدواروں کو کامیاب بنانے کے لیے کسی قسم کے ناجائز حربے استعمال کرنے سے دریغ نہیں کیا اور انتہائی دھاندلیاں کی گئیں۔ ضلع ژوب کے ضمنی انتخاب کی تاریخ میں تبدیلی یعنی ۵ مئی ۱۹۷۷ء کی بجائے ۱۹ مئی ۱۹۷۷ء مقرر کرنے اور اس دوران انتظامیہ کے افسروں کی تبدیلیاں عمل میں لانے سے بہت شکوک اور شبہات پیدا ہو گئے ہیں۔ اور یہ خدشہ لاحق ہو گیا ہے کہ اس ضمنی انتخاب میں بھی سابقہ ضمنی انتخابات کی طرح ضرور دھاندلیاں کی جائیں گی۔ اطلاعات موصول ہوئی ہیں کہ انتظامیہ کے آفیسران نے حکومتی پارٹی کے امیدوار کے لیے کام شروع کر دیا ہے۔ لالچ اور دھمکیاں دی جا رہی ہیں اور دیگر حربے بھی استعمال کر رہے ہیں

صوبائی مجلس عاملہ جمعیۃ علماء اسلام بلوچستان کا یہ اجلاس مرکزی و صوبائی حکومتوں خصوصاً ضلع ژوب کی انتظامیہ اور سرکاری ملازمین سے مطالبہ کرتا ہے کہ ضلع ژوب کا ضمنی انتخاب آزادانہ طور پر پرامن ماحول میں کرانے کا انتظام کیا جائے۔ یہ اجلاس متنبہ کرتا ہے کہ اگر اس ضمنی انتخاب میں دھاندلیاں کی گئیں اور انتظامیہ نے مداخلت کرنے سے اجتناب نہ کیا تو اس کے جو نتائج برآمد ہوں گے۔ ان کی ذمہ داری حکومت پر عائد ہو گی۔ جمعیۃ علماء اسلام نے تہیہ کر رکھا ہے کہ اس ضمنی انتخاب میں ہر قسم کی دھاندلیوں کے سدباب کے لیے کسی قسم کی قربانی سے دریغ نہیں کیا جائے گا خواہ نتائج کتنے ہی سنگین کیوں نہ ہوں۔

ساہیوال میں قائد جمعیۃ کا خطاب

ساہیوال کے معروف ادارہ جامعہ رشیدیہ کی سالانہ سیرت کانفرنس نہایت کامیاب ہوئی۔ رشیدیہ سیرت کانفرنس میں حضرت مولانا مفتی محمود صاحب نے اولاً جلسہ تقسیم اسناد و انعامات میں علماء و طلباء و فضلاء کے اجتماع عظیم میں خطاب فرمایا۔ بعد دوپہر ارکان و عہدیداران جمعیۃ علماء اسلام ضلع ساہیوال سے خطاب فرمایا جس میں امیر ضلع اور ناظم اعلیٰ حضرت مولانا امیر حسین شاہ صاحب نے بھی شرکت فرمائی۔ رات کو مسلمانوں کے جم غفیر میں قاری نور الحق قریشی کی تقریر کے بعد حضرت مفتی صاحب نے دو گھنٹہ سیاسیاتِ حاضرہ اور ملکی مسائل پر زبردست تقریر فرمائی۔

سیرت کانفرنس کے ایک اجلاس میں مولانا عبد المجید ندیم اور قادیانی محاسبہ کمیٹی کے داعی آغا شورش کاشمیری مدیر چٹان نے بھی فتنۂ قادیانیت پر خوب تقریر کی۔ اور ختم نبوت زندہ باد، جمعیۃ علماء اسلام زندہ باد، مفتی اعظم زندہ باد کے نعروں کی گونج میں اجلاس بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔

ہم ظلم کا مردانہ وار مقابلہ کریں گے (مولانا محمد لقمان)

جامع مسجد واحد آستانہ میں سیرت النبی کے جلسے میں جمعیۃ کے ممتاز راہنما اور مشہور عالم دین مولانا محمد لقمان صاحب نے کہا کہ ملک میں بے حیائی شرک بدعت کا زور ہے۔ علماء میدان میں نکل آئے ہیں۔ ان علماء کا ماضی بھی بے داغ ہے۔ حضرت درخواستی۔ مولانا مفتی محمود۔ مولانا عبید اللہ انور ختم نبوت کا پرچم اٹھائے ہوئے ہیں۔ یہ حضرات امیر شریعتؒ۔ قاضی احسان احمدؒ۔ مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کے نقشِ قدم پر چل رہے ہیں ختم نبوت کے شیدائی ہیں ہر امتحان کا مردانہ وار مقابلہ کریں گے۔ اسلامی نظام لانے کے لیے رات دن تبلیغی دورے کر رہے ہیں۔ سوشلزم کی ڈٹ کر مخالفت کریں گے اور نظام مصطفیٰ صلعم نافذ کرانے کے لیے کسی دنیاوی لالچ کے سامنے اپنے ضمیروں کو تابع نہیں کریں گے۔ آپ نے آخر میں کہا کہ زیادہ تعداد میں جمعیۃ میں شمولیت کریں اور ان مجاہدوں کے ہاتھ مضبوط کریں جنہوں نے اسمبلی میں پہنچ کر عوام کی ترجمانی کی، اور ختم نبوت کے مشن کو عوام نمائندوں کے سامنے پیش کیا جلسہ میں مولانا شمس الدین صاحبؒ کو بھی خراج تحسین پیش کیا گیا۔

کشف الاحوال ترجمہ فارسی

مسیخ الاشکال

زبان حال بہ برادران ایمان خوشخبری ترجمہ نمودن فارسی مسیخ الاشکال را ندائے بلند میکند کہ کتاب مذکورہ جامہ عکسی طباعت را پوشیدہ است۔ مترجم مولانا صوفی دوست محمد صاحب مربازی خادم خاص مولانا عبد العزیز صاحب زاہدانی است۔ ہدیہ ۲ روپیہ۔

ادریس محمد رمضان میمن۔ توحیدی جامع مسجد چاکیواڑہ ۵ ۔ کراچی ۱۱

مولانا شمس الدین رح کے قاتل کی گرفتاری میں تساہل افسوسناک ہے

بعض اخباری اطلاعات کے مطابق مبینہ قاتل اپنے گھر میں موجود ہے

جمعیۃ علماء پنجاب کے جنرل سیکرٹری پیر سید نیاز احمد شاہ گیلانی اور سیکرٹری اطلاعات مولانا زاہد الراشدی نے ایک بیان میں کہا ہے کہ مولانا سید شمس الدین شہید رح کے قاتل کی گرفتاری کے بارے میں حکومت بلوچستان کا تساہل انتہائی افسوسناک ہے اور یوں محسوس ہوتا ہے کہ قاتل کی گرفتاری میں عمداً ٹال مٹول سے کام لیا جا رہا ہے۔ اس سے قبل حکومت یہ کہتی رہی ہے کہ قاتل سرحد پار کر گیا ہے۔ لیکن اب ملک کے ایک ذمہ دار اخبار روزنامہ جنگ راولپنڈی نے کوئٹہ کے نمائندہ خصوصی کے حوالہ سے یہ خبر دی ہے کہ مولانا شہید رح کا مبینہ قاتل شاہ وزیر اپنے گھر میں موجود ہے۔ اس خبر کے مطابق اس کے پاس طاقتور دوربین ہے اور وہ ارد گرد کی سرگرمیوں پر کڑی نظر رکھتا ہے۔

بیان میں جمعیۃ کے راہنماؤں نے کہا۔ مبینہ قاتل کی اپنے گھر میں موجودگی اور اس کی گرفتاری میں اس قدر تاخیر جن خدشات کی غمازی کرتی ہے۔ ان سے زیادہ دیر تک آنکھیں بند نہیں رکھی جاسکیں گی اور شہید کا خون رنگ لا کر رہے گا۔

بیان میں حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ قاتل کو فی الفور گرفتار کیا جائے اور ہائی کورٹ کے جج سے اس حادثہ کی تحقیقات کرا کے قاتل اور اس کے پشت پناہوں کو سخت ترین سزا دی جائے۔

حکومت آزاد کشمیر سے مطالبہ

تنظیم اہل السنۃ بلتستان حلقہ کراچی کا ایک اجلاس منعقد ہوا جس میں مندرجہ ذیل عہدہ داروں کے انتخاب کی توثیق کی گئی۔

صدر	عمر فاروقی
نائب صدر	مولانا حیدر علی و مولانا محمد سلیمان
ناظم اعلیٰ	مولانا محمد سعدی
ناظم	عبدالرحیم اشتعر
ناظم نشر و اشاعت	علامہ محمد ابراہیم
خازن	صوفی محمد زاہد

عہدہ داروں کے علاوہ جناب غلام محمد صاحب و جعفر علی صاحب کو مجلس شوریٰ کا رکن منتخب کیا گیا اجلاس میں حکومت آزاد کشمیر سے مطالبہ کیا گیا کہ آزاد کشمیر ریڈیو سے اہل السنۃ کو روزانہ ½ گھنٹہ وقت درس قرآن، درس حدیث اور سیرت صحابہ کے لئے دیا جائے۔ ایک اور قرارداد میں بلتستان، گلگت اور کوہستان کو ایک انتظامی وحدت کی شکل دینے کا بھی مطالبہ کیا گیا۔

تنظیم کے ناظم اعلیٰ مولانا محمد سعدی جلد بلتستان کے دورہ پر جا رہے ہیں۔ جہاں آپ اہل السنۃ کو منظم کریں گے۔

جمعیۃ خدام الاسلام حیدرآباد کے انتخابات

جمعیۃ خدام الاسلام حیدرآباد کا ایک اجلاس منعقد ہوا۔ محمد علی صاحب نے تلاوت فرمائی۔ اس کے بعد جناب محمد عبدالقدیر نے حضرت مولانا مفتی محمود صاحب اور جناب مطلوب علی زیدی صاحب کے پیغامات پڑھ کر سنائے۔ اس کے بعد صدر جمعیۃ خدام الاسلام نے اپنی مختصر تقریر میں تمام کارکنوں کو ہدایت کی کہ وہ ترجمان اسلام اور عزم زیادہ سے زیادہ خریدیں اور مطالعہ کیا کریں۔ اس کے بعد صدر محترم نے سابقہ عہدہ داروں کو معطل کر کے سال رواں کے لئے نئے انتخابات کا اعلان کیا۔ جناب عبدالسلام صاحب کی صدارت میں نئے انتخابات ہوئے اور باتفاق رائے سے مندرجہ ذیل عہدہ دار منتخب ہوئے

(۱) صدر جناب نور محمد صاحب راجپوت (۲) نائب صدر جناب محمود صاحب (۳) جنرل سیکرٹری جناب مظفر علی صاحب (۴) جوائنٹ سیکرٹری عمر دین صاحب (۵) ناظم نشریات محمد عبدالقدیر صاحب اور دوئم محمد ہارون صاحب (۶) خازن جناب محمد قمر صاحب (۷) آفس سیکرٹری جناب نور محمد صاحب (۸) سالار جناب محمد علی صاحب محمدی۔

قاری شبیر احمد رحلت فرما گئے

دینی حلقوں میں یہ خبر انتہائی رنج و غم کے ساتھ پڑھی جائے گی کہ جمعیۃ علماء اسلام شہداد پور کے ناظم اعلیٰ اور قاری فتح محمد صاحب پانی پتی دامت برکاتہم کے تلمیذ خاص جناب قاری شبیر احمد شہداد پور اور ٹنڈو آدم کے درمیان جیپ اور ٹرک میں تصادم کی وجہ سے موقع ہی پر رب حقیقی سے جا ملے۔ آپ ۲۰ اپریل ۱۹۷۲ء کو مفتی محمود صاحب کی آمد پر حیدرآباد کنونشن میں شرکت کے ارادہ سے روانہ ہوئے تھے۔ آپ نیک سیرت، نہایت خوش اخلاق منکسر النفس اور بے شمار خوبیوں کے مالک، جمعیۃ کے سرگرم رکن دارالعلوم الحسینیہ شہداد پور کے ناظم اعلیٰ تھے جمعیۃ علماء اسلام اور دارالعلوم الحسینیہ کے لئے آپ کی عظیم خدمات ناقابل فراموش ہیں۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اعلیٰ درجات نصیب فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل کی توفیق ارزانی فرمائے۔ (ادارہ)

منشی نور احمد انتقال فرما گئے

جمعیۃ علماء اسلام لاہور کے سرگرم کارکن جناب منشی نور احمد ۵ مئی کو انتقال فرما گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ مرحوم تحریک آزادی کے بے لوث کارکن تھے۔ فرنگی کے دور میں جب علماء نے افغانستان کی طرف ہجرت کی تحریک چلائی تو حضرت شیخ التفسیر قطب الاقطاب مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ تعالیٰ کے ساتھ آپ نے بھی افغانستان کی طرف ہجرت کی اس کے علاوہ ۱۹۳۱ء کی تحریک کشمیر میں بھی حصہ لیا اور گرفتار ہوئے۔ آپ ہفت روزہ ترجمان اسلام کے سابق پبلشر جناب غازی خدا بخش مرحوم کے بھائی تھے منشی صاحب مرحوم نے مجلس احرار اسلام اور پھر جمعیۃ علماء اسلام کے پلیٹ فارم پر قومی و دینی تحریکات میں سرگرم حصہ لیا اور ہمیشہ علماء حق سے وابستہ رہے آپ کی وفات پر جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ نے ایک تعزیتی بیان میں کہا ہے کہ منشی صاحب مرحوم ایک بے لوث مخلص اور محنتی کارکن تھے۔ ان کی وفات سے ہم ایک قیمتی ساتھی سے محروم ہو گئے ہیں اللہ تعالیٰ مرحوم کو کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائیں اور لواحقین کو صبر جمیل کی توفیق ارزانی فرمائیں۔

جنرل رانی سیاست میں حصہ لینگی

سابق صدر یحییٰ خاں کی منظور نظر بیگم اقلیم اختر عرف جنرل رانی نے گذشتہ روز لاہور کے ایک ہوٹل میں پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ وہ عملی سیاست میں حصہ لینے کا ارادہ رکھتی ہیں اور ملک کے حالات جب بھی سازگار ہوئے۔ وہ ملک میں ایک سیاسی جماعت بنائیں گی۔

جنرل رانی نے پنجاب کے سابق وزیر اعلیٰ غلام مصطفیٰ کھر کو مشورہ دیا ہے کہ وہ وزارت اعلیٰ سے سبکدوشی کے بعد سیاست میں حصہ نہ لیں کیونکہ عوام ان کی بات نہیں سنیں گے جنرل رانی نے ایک سوال کے جواب میں کہا کہ ملک میں جماعت اسلامی کے سوا کوئی سیاسی جماعت نہیں ہے جس میں اچھے دیانتدار افراد شامل ہوں۔ (نوائے وقت لاہور ۹ مئی ۱۹۷۴ء)

گندم، جو، چاول، گڑ، شکر و دیگر اجناس کیلئے

دہلی کمیشن شاپ

چوہنگ ٹھینگ تحصیل چونیاں ضلع لاہور کو یاد رکھیے

صاف ستھرا مال اور مناسب نرخ ہمارا اصول ہے

بقیہ — مرزائی امت اور پاکستان

بھٹو صاحب "ٹک ٹک دیدم دم نہ کشیدم" کا مصداق خاموش رہتے ہیں۔

چوہدری ظفر کو بھی وہ نہ ہٹاتے مگر اہل نظر جانتے ہیں کہ اگر بھٹو صاحب اور خاموش رہتے تو شاید کچھ اور ہو جاتا۔ ورنہ فضائیہ سازش تو ہی کیس ہے جس کے بارے میں بھٹو صاحب نے تہران سے اعلان کیا تھا "کوئی سازش نہیں محض مغالطہ ہے"۔

ہم پھر وزیر اعظم کی خدمت میں گذارش کرتے ہیں کہ وہ مرزائیوں کے بارے میں اپنے نقطہ نظر پر ایک مرتبہ نظر ثانی فرما لیں۔

(۱) اس لئے کہ جو شخص جہاد کو جائز ہی نہیں سمجھتا وہ کیوں کر اپنی جان قربان کرے گا؟

(۲) جو شخص پاکستان کی حکومت پر قبضہ کرنے کا خواب دیکھ رہا ہو، وہ کیوں کر بھٹو صاحب کو اچھا مشورہ دے گا۔

(۳) جو شخص اکھنڈ بھارت کے لئے کوشاں ہو وہ کیوں کر پاکستان کی سالمیت پر فدا ہو گا۔

علامہ اقبالؒ نے تقسیم ملک سے بہت پہلے مرزائیوں کے کردار کا بغور مطالعہ کیا تھا۔ چنانچہ وہ ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں :-

"ہمیں قادیانیوں کی حکمت عملی اور دنیائے اسلام سے متعلق ان کے رویہ کو فراموش نہیں کرنا چاہیئے۔ جب قادیانی مذہبی اور معاشرتی معاملات میں علیحدگی اختیار کرتے ہیں تو پھر سیاسی طور پر مسلمانوں میں شامل ہونے کے لئے کیوں مضطرب ہیں۔ ملت اسلامیہ کو اس مطالبہ کا پورا پورا حق حاصل ہے کہ قادیانیوں کو علیحدہ کر دیا جائے۔"

(مکتوب بنام سٹیٹسمین ۱۰ جون ۱۹۳۵ء)

پاکستان کے باہر نگاہ ڈالیں تو مرزائی اسرائیل میں نظر آتے ہیں۔ اور اگر پاکستان کے سفارت خانے میں کوئی مرزائی ہے تو وہ مرزائیت کی تبلیغ کر رہا ہے، یا پاکستان کے راز باہر سمگل کر رہا ہے۔ چوہدری ظفر اللہ جب وزیر خارجہ تھے تو پاکستان کے سفارت خانے مرزائی مشن کے طور پر کام کر رہے تھے۔

سننے میں آیا ہے کہ حکومت پاکستان نے مرزائیوں کو نائیجیریا میں قائم ہونے والے ایک ریڈیو سٹیشن کے لئے جگہ خریدنے کی اجازت دے دی ہے۔ جو ربوہ ٹرسٹ کی ملکیت ہے۔ یہ ریڈیو سٹیشن ماسکو ریڈیو اور بی بی سی کے معیار کا ہو گا۔ جس سے دنیا کی تقریباً تمام معروف زبانوں میں مرزائیت کا پرچار کیا جائے گا۔ اگر حکومت نے "ادارہ عالیہ ربوہ" کو اجازت نامہ دیا ہے تو ہم حکومت سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ اپنا فیصلہ واپس لے لے ہر چند یہ ریڈیو بعض بیرونی وجہ کی بنا پر ابھی تک قائم نہیں ہو سکا۔ لیکن حکومت پاکستان کا فیصلہ قابل مذمت ضرور ہے۔

الغرض! ہم حکومت سے درخواست کرتے ہیں وہ مرزائیوں کے اس بڑھتے ہوئے رسوخ پر نگاہ رکھے اس لئے بہت ممکن ہے یہ امت خود بھٹو حکومت کے لئے وبال جان بن جائے۔

آرمی میں مرزائیوں کو کلیدی آسامیوں سے ہٹا دیا جائے۔

ربوہ کے اندر مرزائی سٹیٹ کو ختم کر دیا جائے

مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔

ہر خیر و بد حضور کو سمجھائے دیتے ہیں —
مانو نہ مانو آپ کو یہ اختیار ہے

بقیہ — اسلام میں مزدوروں کا مقام

ملک ترقی نہ کرتا۔

انسانیت کا معیار

غریبی ہمارے ہاں ایک عجیب صورت اختیار کر گئی ہے۔ انسانیت کا معیار دولت کو بنا لیا گیا ہے، حالانکہ یہ معیار انسان کی شرافت ہے۔ اخلاق کی بلندی ہے اور خدمت کا جذبہ ہے میں آپ کو بتاتا ہوں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا دعا فرمائی۔ آپ نے دعا کی۔ اے اللہ! مجھے زندہ رکھ مسکینوں کے ساتھ، مجھے موت دے مسکینی کی حالت میں اور آخرت میں بھی حشر انہی کے ساتھ ہو۔ یہ ہے نبی پاکؐ کی شان اور نبی پاک کی امت پر نظر شفقت کہ سب سے کمزور طبقہ کو اپنی رفاقت سے بلند فرمایا۔ غریبوں کو شرف بخشا اور عزت افزائی فرمائی۔

میں یہ سمجھتا ہوں کہ مزدور ہمارے بھائی ہیں۔ اگر یہ اپنے مسائل کو اسلام کے مطابق حل کرنے کی کوشش فرمائیں اور اسلامی تعلیمات پر عمل کریں تو ان کے مسائل بطریق احسن حل ہو سکتے ہیں۔ میں ان سے اپیل کرتا ہوں کہ آپ نبی کریمؐ کے دامن کے ساتھ وابستہ رہیں۔ میں ان کو بتانا چاہتا ہوں کہ ان کے مسائل کا حل ہمارے پاس ہے۔

تمام مسائل کا حل اسلام

شکاگو کے عظیم شہیدوں کا دن مناتے مناتے ۸۸ برس تو ہو گئے اور بھی ۸۸ برس ہو جائیں گے۔ مسائل حل نہیں ہوں گے۔ مزدور خوشحال نہیں ہو گا، غریب کی غریبی ختم نہیں ہو گی۔

آیئے ایک مسلمان کی حیثیت سے مسائل پر غور کریں۔ ان کا حل تلاش کریں۔ میں سمجھتا ہوں کہ غریبوں کو اپنے مسائل حل کرنے ہیں، ان کو اپنے حقوق حاصل کرنے ہیں۔ اس معاملہ میں تردد نہیں اور کسی پس و پیش کی ضرورت نہیں۔ میں واشگاف الفاظ میں غریبوں، مزدوروں اور کسانوں کی حمایت کا اعلان کرتا ہوں۔ ان کے حقوق تسلیم کئے جانے کا مطالبہ کرتا ہوں۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ تمام طبقات کے مسائل کا حل صرف اسلام ہے۔

آیئے ذرا آزما لیں، ذرا دیکھ لیں۔ مزدور کم از کم پاکستان میں ایسے راستہ پر چلیں جو حقیقتاً مزدوروں کے مسائل کے حل کا راستہ ہو۔ موجودہ حکومت نہ مسائل کا حل چاہتی ہے۔ نہ اس کا عقیدہ درست ہے اور نہ وہ مخلص ہے۔

سیاسی شعور کا فقدان

بدقسمتی سے ہمارے ملک میں سیاسی شعور کی کمی ہے۔ بھٹو صاحب نے اس قوم کی اس کمزوری کو سمجھ لیا ہے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ قوم نعروں میں مگن رہتی ہے اور حسین نعرے لگانے والوں کے پیچھے بھاگتی ہے۔ میں ان کی ذہانت کی داد دیتا ہوں۔ وہ ذہین آدمی ہیں۔ مسائل کو پہچانتے ہیں مگر وہ مخلص نہیں۔ مسائل کو حل کرنے کا ارادہ نہیں رکھتے۔ آپ بھی دیکھیں کہ جو آدمی نعرہ لگاتا ہے اس کی اپنی زندگی کیسی ہے۔ وہ کہتا کیا ہے اور کرتا کیا ہے میں کہتا ہوں کہ اس حکومت کا دامن غریبوں کے خون سے تر ہے اور خونخوار بھیڑیے کی طرح ان کا منہ مزدوروں کے خون سے بھرا ہوا ہے۔ کچھ لوگ اسلام کا نعرہ لگاتے ہیں اور لگا رہے ہیں۔ یہ لوگ بھی اسلام کا نظام عدل نافذ نہیں کر سکتے۔ اسلام کے نظام عدل کے لئے ضروری ہے کہ اپنی زندگی بھی اسلام کے مطابق ہو۔ اور اس کی صلاحیت پیدا کی جائے۔

ان اسلام کے جھوٹے شیدائیوں کے بعد ایک مداری آتا ہے۔ وہ غریبوں کے مفادات کا نعرہ لگاتا ہے۔ حالانکہ اس نے زندگی بھر غریبوں کا خون چوسا۔ وہ جو شراب پیتے ہیں اس کے رنگ میں غریبوں کا خون شامل ہے۔ یہ شخص غریبوں کی مدد نہیں کر سکتا۔ یہ مسائل حل نہیں کر سکتا۔ کیا یہ خود بڑا زمیندار نہیں۔ کیا ان کے ہاں کارخانہ دار موجود نہیں۔ جاگیردار اور سرمایہ دار نہیں۔ میں پوچھتا ہوں یہ غریبوں کی جماعت ہے یا سرمایہ داروں کی؟ اس شخص سے خیر کی توقع رکھنا بالکل عبث ہے۔ یہ قوم کو نہ صحیح بات بتاتا ہے اور نہ ہی صحیح منصوبہ بندی کر کے مسائل حل کرنا چاہتا ہے۔

ہر وہ سیاسی جماعت خسارہ میں رہتی ہے جو جھوٹے نعرہ بازی سے احتراز کرے۔ اگر ننگ آکر تمام سیاسی جماعتوں نے بھی فریب کی ایسی پالیسی کو اپنا لیا تو یہ ملک کے لئے بہت برا ہو گا۔ نعرہ لگاؤ وطن کی سالمیت کا اور ذبح کرو چھری سے اس ملک و ملت کو، یہ ان کی پالیسی کا طرۂ امتیاز ہے میں اپنی جماعت کی طرف سے اعلان کرتا ہوں کہ ہم غریبوں کے ساتھ ہیں۔ ان کے مسائل حل کرنے کی ہر ممکن سعی کریں گے ہمارے ساتھ جو سیاسی جماعتیں متحد ہیں۔ ان کی خواہش بھی یہ ہے کہ ملک میں قانون کی حکمرانی ہو۔ جمہوریت بحال ہو، غریبوں، مزدوروں اور کسانوں کے مسائل حل ہوں، ملک خوشحال ہو اور ترقی کرے۔ میں آپ کو دھوکا میں رکھنا نہیں چاہتا اور نہ جھوٹے وعدے کر سکتا ہوں۔ ہمارے جس قدر وسائل ہیں، ہم ان کو بروئے کار لا کر آپ کی مدد کر سکتے ہیں اور جو کچھ ہم سے ہو سکتا ہے ہم کرتے رہیں۔ اور ملک و ملت کی خدمت جس قدر ممکن ہے اس سے ہم دریغ نہیں کریں گے

طلباء کی سرگرمیاں

رپورٹ:۔ قاضی محمد اشرف

جمعیۃ طلباء اسلام پاکستان کے چاروں صوبوں میں ہر قسم کے جلسے اور جلوسوں پر پابندی عائد کر دی گئی

جمعیۃ طلباء اسلام پاکستان کے صدر جناب محمد اسلوب صاحب قریشی نے چاروں صوبوں میں ہر قسم کے جلسے اور جلوسوں پر تاحکم ثانی پابندی عائد کر دی ہے انہوں نے حکم دیا ہے کہ ہر صوبائی صدر کی سفارش کے ذریعہ اس قسم کے پروگرام کی مرکز سے اجازت لینی ہوگی۔ انہوں نے کہا تنظیمی کام زیادہ سے زیادہ کیا جائے

ڈگری

گزشتہ دنوں ڈگری شہر میں کسی شخص نے قرآن مجید کو ریلوے لائن پر رکھ دیا۔ جس سے ٹرین نے قرآن مجید کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ جمعیۃ طلباء اسلام کے اراکین نے تمام شہر میں ہڑتال کرادی اور انتظامیہ کو ایسے افراد کا محاسبہ کرنے پر مجبور کیا۔ ڈی ایس پی صاحب نے طالب علم راہنما جناب عبدالعزیز صاحب اور محمد اطہر صاحب کو دھمکی دی۔ مگر جمعیۃ طلباء کے مجاہد ڈٹے رہے۔ عبدالعزیز صاحب جناب محمد اطہر صاحب اور جناب سہیل صاحب نے جمعیۃ کی طرف سے تین مطالبات انتظامیہ کو دیئے جو منظور کر لئے گئے۔

(۱) جس نائب صوبیدار نے اس موقعہ پر ابتدائی رپورٹ درج کرنے میں کوتاہی کی اسے معطل کیا جائے۔

(۲) کیس کا فیصلہ ڈی، ایس، پی کریں۔

(۳) مجرم کو سخت سزا دی جائے۔

بھل

جمعیۃ طلباء اسلام بھل کا اجلاس زیر صدارت مولانا اللہ بخش صدیقی منعقد ہوا اور مندرجہ ذیل انتخاب عمل میں آیا۔

صدر	محمد ابراہیم خالد
نائب صدر	عطاء اللہ بلوچستانی
ناظم عمومی	ملک غلام رسول
ناظم	حافظ بشیر احمد
خازن	رانا بشیر احمد
ناظم دفتر	خورشید احمد

اس کے بعد مندرجہ ذیل قراردادیں پاس ہوئیں۔

گورنمنٹ مڈل سکول بھل کو ہائی سکول کا درجہ دیا جائے۔ مرزائیوں کو اقلیت قرار دیا جائے اور مولانا شمس الدین کے قاتلوں کو سزائے موت دی جائے۔

سکھر

جمعیۃ طلباء اسلام سکھر کا کنونشن ہوا۔ جس میں تعارفی اجلاس، افتتاحی اجلاس کی صدارت منیر احمد شاہ صاحب امروٹی، تنظیمی اجلاس کی صدارت سید عبدالغفور شاہ صاحب صوبائی صدر اور تربیتی اجلاس کی صدارت جناب سید مطلوب علی صاحب زیدی مرکزی ناظم عمومی نے کی اجلاس سے نذیر احمد صاحب، منیر احمد صاحب۔ سید عبدالغفور شاہ صاحب اور مطلوب علی زیدی صاحب نے مفصل خطاب فرمایا۔ ضلع سکھر کے انتخاب مرکزی ناظم عمومی سید مطلوب علی زیدی صاحب کی زیر نگرانی ہوئے۔

صدر	عبدالسمیع صاحب
نائب صدر	سید منیر احمد شاہ صاحب
ناظم عمومی	نذیر احمد صاحب بنوہار
ناظم	حزب اللہ صاحب
خازن	عبدالرزاق صاحب
ناظم نشریات	انیس الدین صاحب

شورکوٹ

ضلع جھنگ کے ناظم نشریات اور شورکوٹ شہر کے صدر شکیل احمد صاحب نے شورکوٹ روڈ کا دورہ کیا، اور شورکوٹ میں حضرت داؤد علیہ السلام کے بارے میں عیسائیوں کے ڈرامے کی مذمت کی اور کہا کہ اگر یہ لوگ باز نہ آئے تو جمعیۃ طلباء اسلام محاسبہ کرے گی۔

مدرسہ حمادیہ بدرالعلوم خیرپور

جمعیۃ طلباء اسلام مدرسہ بدرالعلوم کا اجلاس زیر صدارت جناب صدرالدین صاحب ہوا۔

اجلاس سے حافظ سیف اللہ صارم اور مقامی صدر سید احمد شاہ نے خطاب کیا۔ آخر میں مندرجہ ذیل انتخاب عمل میں لایا گیا

صدر	صدرالدین صاحب
نائب صدر	غلام رسول
ناظم اعلیٰ	حافظ سیف اللہ صارم
ناظم	عبدالرزاق
خازن	سید عطاء اللہ شاہ بخاری

ٹنڈو الہ یار

جمعیۃ طلباء اسلام ٹنڈو الہ یار کا ایک اجلاس زیر صدارت محمد یوسف صاحب صابر ہوا۔ محمد شفیع بلوچ نے "طلباء کی ذمہ داری" کے عنوان سے خطاب کیا اور مندرجہ ذیل انتخاب عمل میں لایا گیا۔

صدر	محمد جان آزاد
نائب صدر	محمد یوسف صابر
ناظم عمومی	بشیر احمد کرنالوی
ناظم	محمد عظیم صاحب
خازن	حبیب الرحمٰن صاحب
ناظم نشریات	محمد شفیع صاحب بلوچ
سالار	محمد اقبال صاحب قیصر شندی

مجلس شوریٰ

محمد سلیم خانزادہ صاحب۔ حافظ محمد عمر صاحب سربازی۔ ابوالسلام ذوق اشرفی، عبدالرحمان ارکانی اور حافظ سلیم اللہ

بھکر ضلع میانوالی

جمعیۃ طلباء اسلام بھکر کے نائب صدر راؤ محمد طاہر اقبال نے دشمنان صحابہ کو متنبہ کیا ہے کہ وہ صحابہ کرام کے خلاف زہر اگلنے سے گریز کریں۔ انہوں نے کہا کہ اہل تشیع علماء دیوبند کو چیلنج کرتے ہیں۔ جب وہ یہ چیلنج قبول کرتے ہیں تو میدان چھوڑ کر دوڑ جاتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اس قسم کی حرکتوں سے باز رہیں ورنہ جمعیۃ طلباء اسلام محاسبہ کرے گی اور ایک لاکھ روپے کا دعویٰ کرے گی۔

حیدرآباد کا انتخاب

صدر	مقصود احمد صاحب لیاقت میڈیکل کالج
نائب صدر	محمد اکمل ندیم مفتاح العلوم
ناظم عمومی	بشیر احمد قریشی
ناظم	لیاقت علی صاحب
ناظم نشریات	کبیر احمد
خازن	عزیز الرحمان

مجلس شوریٰ

انوار احمد، محمد جمیل، محمد ہارون۔ محمد یوسف محمد ابراہیم، عبدالاحد، عبدالمتین۔ محمد حسین سلطان احمد۔ عبدالسلام اور عبدالجبار

بقیہ ـــــ اسلام کا معاشی نظام

اہمیت کی حامل ہے۔ اور جب تک دوسرے شعبہ ہائے حیات سمیت اس شعبہ میں بھی صاحب خلق عظیم کی ارشاد فرمودہ اخلاقی تعلیم پر عمل نہ ہوگا کسی بھی شعبہ کا سنورنا مشکل ہے۔ اسلام کے عملی دور میں چونکہ خدا خوفی، احساس ذمہ داری، ادائیگی حقوق، کفایت شعاری، اعتماد و توکل اور صبر و شکر جیسے محاسن و فضائل سے مسلمان بہرہ ور تھے اس لئے ہر طرف امن و سکون تھا۔ متمول لوگ غربا کو نفرت کی نظر سے دیکھنے کی بجائے ان کی مشکلات میں ہاتھ بٹانا اپنی سعادت سمجھتے تھے تو غرباء ارباب دولت کی دولت پر حریصانہ نگاہیں ڈالے بغیر اپنی قسمت پر صابر و شاکر تھے۔ نتیجۃً کوئی ہڑتال، تالہ بندی اور طبقاتی جنگ یا سرمایہ و دولت کی کشمکش نہ تھی اور جب انسانیت، حیوانیت کی سطح پر آگئی، محاسن کی جگہ رذائل نے لے لی تو اس کے برگ و بار وہی ہونے چاہئیں تھے جو آج ہم دیکھ رہے ہیں۔

یقین فرمائیں کہ اگر اسلام کے نظام حیات کو مجموعی طور پر اپنایا جائے تو معاشیات کا مسئلہ چٹکیوں میں حل ہو جائے گا اور پریشان حالی کا دور دور نشان بھی نظر نہ آئے گا۔ لیکن اگر ہم بھی دوسری اقوام کی طرح مختلف تجربے کرتے رہے تو معاملہ اتنا دگرگوں ہو جائے گا کہ سنبھالے نہ سنبھلے گا۔ تجربے تو وہ کرے جس کی منزل متعین نہ ہو۔ ہم تو ایک ایسی قوم ہیں جس کی منزل، نشان منزل اور راہ منزل سب کچھ متعین ہے۔ اور ہمارے اسلاف اپنی صاف باطنی کے پیش نظر دنیا کے سامنے مثال بھی پیش کر چکے ہیں۔ اس کے بعد بھی ؎

ادائے رسم منزل سے جگر ہوں اتنا واقف
کہ منزل پر پہنچ کر پوچھتا ہوں راہ منزل کی

کا مصداق بننا عقل و خرد کی بات نہیں۔ اس لئے ضرورت عمل کی ہے تجربہ کی نہیں۔

اگر اسلام کے نظام عدل کو اپنا لیا جائے، تو امام الہند مولانا ابوالکلام آزاد علیہ الرحمہ کے الفاظ میں صورت حال کچھ اس طرح ہوگی:۔

"اسلام نے سوسائٹی کا جو نقشہ بنایا ہے اگر ٹھیک ٹھاک قائم ہو جائے اور صرف چند خانے ہی نہیں بلکہ تمام خانے اپنی اپنی جگہ بن جائیں تو ایک ایسا اجتماعی نظام پیدا ہو جائے گا، جس میں نہ تو بڑے بڑے کروڑپتی ہوں گے نہ مفلس و محتاج طبقے ایک طرح کی درمیانی حالت غالب افراد پر طاری ہو جائیگی"

اور جب اسلامی نظام کے تمام خانے حسب منشاء خداوندی اپنی اپنی جگہ بٹ گئے جائیں گے تو معاشیات کے خانہ کی پوزیشن کچھ اس طرح ہوگی

الف۔ یہ نظام ہر متنفس فرد کی معاشی زندگی کا کفیل ہوگا اور اس کے دائرہ عمل میں کوئی بھی محروم المعیشت نہ رہے گا۔

(ب) ایسے اسباب و وسائل کا قلع قمع ہو جائیگا جن کے ذریعہ معاشی دستبرد کا موقعہ پیدا ہو اور انسانی آبادی کے درمیان ظلم و استحصال کی راہیں کھلیں اور نظام معاشی موجب فساد ہو۔

(ج) دولت و اسباب دولت کسی خاص فرد (جیسا کہ سرمایہ دارانہ نظام میں ہے) یا محدود جماعت (جیسا کہ کمیونزم و سوشلزم میں ہے) کے اندر سمٹ نہ سکیں گے اور فرد یا جماعت نظام معیشت پر قابض نہ ہو سکیں گے تاکہ نظام معاشی کائنات انسانی کی فلاح کے بجائے مخصوص طبقوں کے اغراض کا آلہ کار نہ بن سکے۔

(د) محنت و سرمایہ کے درمیان صحیح توازن پیدا ہو جائے گا اور کوئی کسی دوسرے کے حقوق کو غصب نہ کر سکے گا۔

اور یہی اصول اربعہ ہیں جن کو کسوٹی بنا کر کسی نظام کے صالح یا غیر صالح ہونے کا اندازہ ہو سکتا ہے مسلم و غیر مسلم مفکرین نے اس سلسلہ میں انہی اصول اربعہ کو منہاج قرار دیا ہے۔ اس منہاج کی روشنی میں ارباب فکر کے لئے دعوت ہے کہ وہ سوچیں کہ کون سا نظام اس معیار کے مطابق ہے۔

لیکن اتنی گذارش کروں گا کہ مختلف نظامہائے معاشیات کو پرکھتے وقت ان کے دور عمل کو سامنے رکھیں۔ اس لئے کہ صحیح فیصلہ تبھی ممکن ہے۔ آج کے مسلمان کے طور طریقوں کو معیار او رجانچ کا ذریعہ بنانا ناانصافی ہوگا۔

واللہ الموفق والمعین وعلیہ التکلان
وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

ایک ضروری اعلان

میں نے حضرت حافظ الحدیث مولانا محمد عبداللہ صاحب درخواستی امیر جمعیۃ علماء اسلام پاکستان کے سوانح حیات مرتب کرنے کا فیصلہ کیا ہے اور "مفتی محمود کی سیاست" میں اس کا اعلان بھی کر دیا ہے۔ جمعیۃ علماء اسلام سے منسلک اور جمعیۃ سے باہر حضرت کے عقیدت مندوں سے درخواست ہے کہ وہ حضرت سے متعلق سیاسی، مذہبی، علمی، روحانی واقعات نیز عملیات، وظائف اور کمالات وغیرہ کے بارے میں جو معلومات بھی رکھتے ہوں وہ درج ذیل پتہ پر جلد از جلد بھیجنے کی کوشش کریں تاکہ ان سب کو کتاب کی زینت بنایا جا سکے۔ میری خواہش ہے کہ حضرت سے متعلق کوئی اہم چیز شائع ہونے سے نہ رہ جائے۔ مجھے امید ہے کہ تمام دوست اور بزرگ اس سلسلہ میں ضرور اعانت فرما کر حضرت سے متعلق معلومات فراہم کریں گے

محمد نورالحق قریشی ایڈووکیٹ مکتبہ احسان
نزد چہلیک کچہری روڈ ملتان فون نمبر ۴۶۲۱

ترجمان اسلام
میں
اشتہار دے کر فائدہ اٹھائیے

بقیہ ـــــ اداریہ

اور ناگزیر ہے کہ اگر حکومت نے دھاندلی کے ذریعہ سرکاری امیدواروں کو کامیاب کرنے کی کوشش کی تو یہ انتخابات منعقد نہیں ہو سکیں گے اس موقع پر ہم حکومت سے کچھ عرض کرنے کی ضرورت نہیں سمجھتے، البتہ ضلع ژوب میں جمعیۃ علماء اسلام اور متحدہ جمہوری محاذ کے کارکنوں سے یہ ضرور کہیں گے کہ ان کا مثالی نظم و نسق ناقابل شکست اتحاد، پر خلوص جہد و عمل اور مضبوط قوت بازو ہی الیکشن میں سرکاری مداخلت کا صحیح توڑ ثابت ہو سکتی ہے اس لئے قائد جمعیۃ کے ارشاد پر عمل کرتے ہوئے آگے بڑھیئے اور دھاندلی کے اس فسوں کو پاش پاش کر دیجئے تاکہ اس کے بعد اس راستہ سے کسی شخص کو عوامی نمائندگی غصب کرنے کی جرأت نہ ہو سکے۔

(۱۳ مئی ۷۷ء)

کریم پارک میں جلسہ

۲۳ مئی بروز جمعرات بعد نماز عشاء جامع محمدی مسجد محمد بخش سکیم پارک بلاک ۱۲ عقب جامعہ مدنیہ کریم پارک لاہور میں حضرت مولانا الحاج سید حامد میاں صاحب کی زیر صدارت ایک جلسہ ہو رہا ہے۔ جس سے مولانا عبدالشکور دین پوری، مولانا عبدالحی عابد، مولانا محمد صدیق اور دیگر علماء کرام خطاب فرمائیں گے۔

دعائے صحت کی اپیل

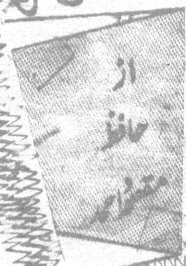
جمعیۃ علماء اسلام گوٹھ بلوچ خان بلوچ مورو سندھ کے امیر مولانا محمد آدم مدظلہ جو ۵۳ سالہ نوجوان اور ہزاروں مسلمانوں کے روحانی راہنما ہیں مطالعہ میں زیادتی اور دیگر عوامل کے باعث بینائی سے محروم ہو گئے ہیں۔ آپ علاقہ کے ممتاز عالم دین اور جمعیۃ کے سرگرم کارکن ہیں۔ قارئین سے درخواست ہے کہ محترم مولانا صاحب کے لئے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائیں۔ (دوست محمد بلوچ)

ٹیوشن سنٹر کا اجراء

جامعہ ربانیہ چوک سدھو سام میں ٹیوشن سنٹر قائم ہوا ہے۔ جس میں نویں دسویں جماعت کے طلباء کو انگلش پڑھائی جائے گی۔ عربی مدارس کے فارغ تحصیل طلباء کو بھی انگریزی پڑھانے و میٹرک پاس حضرات کو عربی بول چال اور اسلامی علوم پڑھائے جائیں گے۔ داخلہ کے لئے ادارہ سے رجوع فرمائیں۔

انچارج ٹیوشن سنٹر جامعہ ربانیہ چوک سدھو سام ملتان شہر

تعارف وتبصرہ



نام کتاب ۔ عبادات و عبدیت

افادات شیخ الحدیث مولانا عبدالحق مدظلہ

مرتب ۔ مولانا سمیع الحق ایڈیٹر ماہنامہ الحق

ناشر ۔ مکتبہ الحق دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ضلع پشاور

بقیۃ السلف حضرت مولانا عبدالحق مدظلہ کے افادات جن پر یہ کتاب مشتمل ہے ۔ آج کل کے مادیت کے دور میں نعمت غیر مترقبہ ہیں ۔ آج کل جب کہ ہر کام کرنے سے پہلے یہ دیکھا جاتا ہے کہ اس کے کرنے سے میرا دنیا کا کیا فائدہ ہے ۔ مولانا ممدوح نے نہایت مؤثر پیرائے میں قرآن وحدیث کی روشنی میں بتایا ہے کہ نماز، روزہ، حج، زکواۃ جیسے اسلامی شعائر ہماری آخری زندگی کے ساتھ ساتھ دنیاوی زندگی میں کس طرح دخیل ہیں ۔ اور ان کے صحیح طریقہ سے انجام پانے سے جہاں ہماری آخرت ٹھیک ہوتی ہے وہاں ہماری یہ زندگی بھی بہتر ہو سکتی ہے ۔

ان مضامین کے مطالعہ سے خالق حقیقی کی محبت دل میں پیدا ہوتی ہے ۔ صفحہ ۱۳۳ پر مندرج مضمون میں ارکان اسلام کے اس محبت کے مظاہر ہونے کو بڑے اچھوتے انداز میں بیان کیا گیا ہے ۔ مثلاً زکواۃ کے بارہ میں لکھتا ہے ...... جو شخص مال کو اپنا مملوک جانے گا ۔ وہ کہے گا کہ میں اپنے مال کو دوسرے کو کیوں دوں ۔ تو زکواۃ دینا علامت ہے کہ مالدار اپنے کو مالک نہیں سمجھتا ۔ تو رب العزت کی صفت مالکیت کا تقاضا ہے کہ زکواۃ دیں جیسے آج کی حکومتیں حاکمیت ہی کی وجہ سے مالیہ اور محصول وصول کرتی ہیں ۔ حکومت والے اگر کرسی سے ہٹ جائیں تو ان کا کوئی حق نہیں رہتا ۔ نہ مانگ سکتے ہیں اور نہ کوئی دیتا ہے ۔ یہ حکومت کی طاقت اور دباؤ کا تقاضا ہے تو خداوند تو سارے بادشاہوں کا بادشاہ اور احکم الحاکمین ہے ۔ اگر مجازی حاکم ہمارے اموال کا کوئی حصہ ہم سے لے سکتا ہے تو کیا احکم الحاکمین کا کوئی حق نہ ہوگا ۔

دینی احکام کی بجا آوری میں جو سستی اور کوتاہی ہو رہی ہے اس کا سبب محبت الٰہی کی کمی یا اس کا فقدان ہے صفحہ ۵ پر درج ہے ۔ جب محبت آجائے تو اس کی اطاعت اور فرمانرواری اور محبوب کا حکم ماننا باعث مشقت نہیں بلکہ موجب خوشنودی وتسلی اور سبب اطمینان ہوتا ہے "محبت اور اس کے اسباب" کے تحت بتایا گیا ہے کہ احسان، کمال اور جمال جن کی بناء پر کسی سے محبت کی جاتی ہے ذات خداوندی میں سب سے بڑھ کر ہیں ۔

غرضیکہ ساری کتاب جو ۸۸ صفحات پر مشتمل ہے نہایت ایمان افروز باتوں سے بھری پڑی ہے ۔ ہر مسلمان کو اس کا مطالعہ فائدہ مند ہوگا ۔ البتہ ایک بات جو دل کو کھٹکتی ہے وہ کتابت اور طباعت میں قرار واقعی کوشش کی کمی ہے ۔ عربی عبارت کی صحت کا التزام نہیں کیا گیا ۔ دوسرے ایڈیشن میں اس کی تصحیح کر دی جائے تو بہتر ہے ۔ دو روپے قیمت زیادہ نہیں ہے ۔

نام کتاب :۔ مناسک حج

مرتب :۔ مولانا الحاج محمد اشرف علی قریشی

ناشر :۔ دارالعلوم جامعہ اشرفیہ پشاور

صفحات :۔ ۲۷۰

قیمت :۔ چار روپیہ

اکثر دیکھنے میں آتا ہے کہ لوگوں کو نماز پڑھتے عمر گذر جاتی ہے ۔ لیکن پھر بھی نماز صحیح طریقہ سے پڑھنی نہیں آتی ۔ حالانکہ نماز ایک ایسا رکن ہے جس کو ہر مسلمان سب لوگوں کے سامنے دن میں پانچ بار ادا کرتا ہے اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ حج ایسا رکن جو زندگی میں صرف ایک بار اور پھر بھی محدودے چند خوش قسمتوں کو ادا کرنے کا موقع ملتا ہے ۔ اس کی ادائیگی میں کیا کچھ کوتاہیاں نہ ہوتی ہوں گی ۔ ہمارے ملک کے لوگوں کے لئے مناسک حج کی ادائیگی اور بھی مشکل ہو جاتی ہے ۔ جب یہ لوگ نہ تو وہاں کی زبان سمجھ پاتے ہیں نہ مقامات سے واقف ہوتے ہیں ۔ بقول مولف اس خطہ کے عام مسلمان احکام حج وآداب زیارات سے بالکل ناآشنا ہوتے ہیں اور لاشعوری طور پر ایسی غلطیاں کرتے چلے جاتے ہیں ۔ جن کی وجہ سے امور حج میں بے ضابطگی کے علاوہ اس کے عظیم درجات وثمرات حج میں یقیناً کمی واقع ہو جاتی ہے بلکہ بعض اوقات الٹا عذاب لازم ہو[...]

اس مشکل کو رفع کرنے کے لئے علماء کرام نے ہر دور میں گراں قدر کتابیں لکھی ہیں ۔ اور مناسک حج وزیارت ایک مستقل علم بن چکا ہے ۔ مولانا الحاج اشرف علی قریشی ایڈیٹر صدائے اسلام کو حق تعالیٰ کو جزائے خیر دے کہ حج ایسی بنیادی عبادت کے احکام ومسائل آداب اور فضائل کو عام فہم زبان میں جمع فرما کر عشق و محبت کے راہرووں کو بہترین زاد راہ مہیا فرمائی ہے ۔ جس سے سفر حج وزیارت اور اس راہ کی ساری تکلیفیں راحتوں میں بدل جائیں گی ۔

کتاب کی تالیف کا جذبہ بڑا مستحسن ہے ۔ لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کتاب نہایت عجلت میں لکھی گئی ہے ۔ قرآنی آیات کے لکھنے میں سخت تساہل ہوا ہے ۔ صرف صفحہ ۵۰ پر مقام ابراہیم تین دفعہ آیا ہے ۔ اور ہر جگہ مُقام لکھا گیا ہے ۔ ان سب مقامات کی تصحیح ازبس ضروری ہے ۔

مزید براں اس امت مسلمہ کو اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک دے کر دیگر تمام کتب سماوی سے مستغنی فرما دیا ہے ۔ صفحہ ۳۴ پر ابراہیم علیہ السلام کی پیدائش کے سلسلہ میں محرف کتب کے حوالہ جات کا سہارا لینا غیر ضروری معلوم ہوتا ہے ۔ چونکہ یہ نصاب کی کتاب نہیں ہے اسے گھر میں افراد خانہ نے بھی پڑھنا ہوتا ہے اس لئے صفحہ ۱۳۲ جیسے مندرجات میں قدرے احتیاط برتی جائے تو بہتر ہے ۔ ۲۷۰ صفحات کی مجلد کتاب کی ۴ روپیہ قیمت بالکل واجبی ہے ۔

آئندہ شمارہ میں

مدیر ترجمان اسلام کے دورہ آزاد کشمیر کی مفصل رپورٹ شائع ہوگی جسمیں

۱۔ علماء کشمیر کی سیاسی خدمات ۔ ۲۔ جمعیۃ علماء آزاد کشمیر کی تنظیمی صورتحال ۔ ۳۔ آزاد کشمیر کے سیاسی مستقبل ۴۔ آزاد کشمیر کے مسائل ۔ ۵۔ ریاستی سیاست میں علماء حق کی فیصلہ کن حیثیت اور ۔ ۶۔ اسلامی قانون کی تدوین میں علماء کے کردار کا تفصیلی طور پر جائزہ لیا گیا ہے ۔ اس کے علاوہ :۔

۱۔ مسئلہ کشمیر تاریخ کے آئینہ میں اور

۲۔ مسئلہ کشمیر اور قادیانیت کے عنوان سے بھی مضامین شامل اشاعت ہوں گے ۔ اس لحاظ سے یہ شمارہ آزاد کشمیر کے بارے میں خصوصی اشاعت ہوگا ۔ ایجنٹ حضرات مطلوبہ تعداد سے جلد آگاہ کریں ۔

(ادارہ)